# فہرست

# عرض ناشر

آخرت کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے بنیادی ارکان و احکامات پر صحیح شعور اور پوری استطاعت کے ساتھ عمل کرے۔ اسی لئے دین اسلام میں علم حاصل کرنا فرض عین اور دوسروں تک پہنچانا فرض کفایہ قرار دیا گیا۔

ہماری شروع سے ہی یہ خواہش اور کوشش رہی ہے کہ دینی احکامات عوام الناس کے سامنے اس طور پر پیش کئے جائیں کہ وہ بڑی بحثوں میں پڑے بغیر اس کے اساسی مسائل سے آگاہ ہو جائیں تاکہ اپنے اعمال قرآن و سنت کے مطابق بنا کر آخرت کی کامیابی کو یقینی بنا سکیں۔

روزہ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ جس کی فرضیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ محدثین اور ائمہ کرام نے اس دینی فریضہ کے احکامات عوام تک پہنچانے کے لئے قرآن و حدیث پر مبنی کتب لکھیں اور فتوے جاری کئے۔

زیر نظر کتاب "فتاوی الصیام" روزوں سے متعلق احکام و مسائل

اور بعض سوالوں کے جوابات ' نصیحتوں اور فتوؤں پر مبنی ہے جو عصر حاضر کے معروف عالمِ دین محمد بن صالح العثیمین اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین نے مختلف استفسارات کے جواب میں دیئے تھے۔
مکتبہ دار السلام نے پہلے اس کتاب کو عربی زبان میں شائع کیا تھا' جس سے ایک عالم نے استفادہ کیا۔ اس کی قبولیت کو دیکھتے ہوئے اُردو داں طبقہ کے لئے اس کا ترجمہ نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قاری کو سلیس اور عام فہم انداز میں روزوں سے متعلق مسائل کو سمجھنے میں کسی دشواری کا سامنا نہیں ہو گا۔ آخر میں مَیں اپنے ادارے کے مخلص کارکن شکیل احمد السلفی اور محمد اقبال صاحبان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کے ترجمہ اور نظرثانی میں میری مدد کی۔

خادم قرآن و حدیث
عبدالمالک مجاہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں' تمام نعمتیں' فضل اور احسان اسی کی طرف سے ہیں اور وہ اعلیٰ تعریفوں کا مالک ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اس کے سوا کوئی رب نہیں اور مَیں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اس نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو ہدایت اور سچا دین دے کر لوگوں کی طرف بھیجا' اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا وہ انہوں نے بنی نوع انسان کو پہنچا دیا' نیز امت جس تعلیم کی محتاج تھی وہ آپ نے اس کو دے دی۔ آپ پر اللہ کی طرف سے اعلیٰ ترین رحمتیں اور کامل ترین سلامتی نازل ہو۔ اسی طرح آپ کے صحابہ کرام پر اور ان کے تمام تابعین پر بھی اللہ کی رحمتیں ہوں۔

اما بعد - زیر نظر کتاب رمضان المبارک کے سلسلہ میں بعض احکام و مسائل ' سوالات و جوابات اور اس دوران کئے جانے والے نیک اعمال سے متعلق چند نصیحتوں اور گذارشات پر مشتمل ہے۔ جن سے ہر مسلمان کا ان ایام میں واسطہ پڑتا ہے۔ اس کتاب کے مضامین کو

بعض خیر خواہ ساتھیوں نے عوام الناس کے فائدہ کے لئے نہایت خوبصورت انداز میں مسائل کی مختلف کتابوں اور مقامی رسائل میں شائع ہونے والے بعض مضامین میں سے جمع کیا ہے جب کہ ہر مسئلہ کی نسبت اس کے کہنے والے ہی سے قائم رہی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس کتاب سے فائدہ اٹھائے اور اس کو توجہ سے پڑھے۔ یہ خیال رہے کہ مسائل کے جوابات بالعموم ذاتی اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے اگر کسی قاری کو کوئی بات سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ علماء سے رجوع کرے اور روزوں کے احکام کے سلسلہ میں لکھی گئی کتابوں کو دیکھے تا کہ اس کو ان مسائل کی صحت کا یقین ہو جائے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو شریعت کے مطابق عمل کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و سلم اجمعین

عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ، وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَاھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّاإِلٰہَ إِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' ہم اسی سے مدد اور مغفرت چاہتے ہیں۔ اسی پر ہمارا ایمان ' اسی پر ہمارا توکل اور بھروسہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس کی برائیوں اور برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقت میں جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ پر' آپ

کی آل پر اور تمام صحابہ کرام اور جو ان کی پیروی کریں ' قیامت تک سب کے اوپر اللہ تعالٰی کی رحمتیں نازل ہوں۔

رمضان المبارک کی آمد کے سلسلہ میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے درج ذیل شرعی احکامات بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس کام کو خالص اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔ اس کام کو اپنی شریعت کے مطابق بنائے اور اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔ یقیناً وہ سخی اور کریم ہے۔
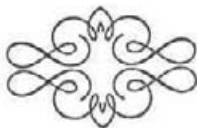
# پہلی فصل

## روزوں کے احکام کے بارے میں

رمضان المبارک کے روزوں کا کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کے اجماع سے فرض ہونا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا :

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامٗا مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٖ فَعِدَّةٞ مِّنۡ أَيَّامٍ أُخَرَۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدۡيَةٞ طَعَامُ مِسۡكِينٖۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيۡرٗا فَهُوَ خَيۡرٞ لَّهُۥۚ وَأَن تَصُومُواْ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝ شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ هُدٗى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٖ مِّنَ ٱلۡهُدَىٰ وَٱلۡفُرۡقَانِۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٖ فَعِدَّةٞ مِّنۡ أَيَّامٍ أُخَرَۗ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُواْ ٱلۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ ﴾

اے ایمان والو ! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ گنتی کے چند دن ہیں لیکن تم میں،

سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں اس گنتی کو پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو شخص اپنی خوشی سے نیکی میں سبقت کرے گا تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو۔ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ تم میں سے جو شخص اس مہینے میں مقیم ہو اسے روزہ ضرور رکھنا چاہئے۔ ہاں جو بیمار یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے۔ سختی کرنا نہیں چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ

الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ». (متفق علیہ)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ کلمہ شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں ہے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں 'نماز قائم کرنا' زکوۃ کا ادا کرنا' بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

اور صحیح مسلم میں آخری الفاظ یوں ہیں

«صَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ».

رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا

(یعنی روزوں کو حج پر مقدم کیا) ۔

تمام مسلمان رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے قائل ہیں۔ جو شخص مسلمان ہو کر رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا انکار کرے وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کو توبہ کرنی چاہئے اگر وہ توبہ کر لے' رجوع کر لے اور ان کی فرضیت کا اقرار کرے تو ٹھیک ہے ورنہ (مسلمان ہو کر انکار کرنے والے) اس کافر کو قتل کر دیا جائے۔

رمضان المبارک کے روزے دو ہجری میں فرض ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نو مرتبہ رمضان کے روزے رکھے۔ رمضان المبارک کے روزے ہر مسلمان پر جو عاقل اور بالغ ہو' فرض

ہیں۔

روزے کافر پر فرض نہیں ہیں اور اگر وہ روزے رکھے تو ان کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اسی طرح روزے بچوں پر بھی فرض نہیں تاآنکہ وہ بالغ ہو جائیں یا ان کی عمر پندرہ سال ہو جائے یا اس کی زیر ناف بال نکل آئیں یا احتلام کے ذریعہ اس سے منی نکل آئے یا اس کے علاوہ جو بھی بلوغت کی علامت ظاہر ہو۔ اسی طرح لڑکیوں پر بھی بلوغت سے قبل روزے فرض نہیں ہیں اور بلوغت کو پہچاننا عام لوگوں میں معروف ہے۔ لہٰذا روزوں کی فرضیت مرد اور عورت پر بلوغت کے بعد ہی ہے لیکن بچوں کو روزے رکھوائے جائیں تاکہ وہ بچپن سے ہی اس کے عادی ہو جائیں تاہم اس بات کا بھی خیال رہے کہ ان کی صحت کے لئے مضر نہ ہوں (یعنی بہت چھوٹی عمر کے بچوں پر جبر کرکے روزے نہ رکھوائے جائیں)۔ اسی طرح جو شخص پاگل ہے ' اس کا دماغ خراب ہے ' مجنون ہے تو اس پر روزے فرض نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک شخص اتنا بوڑھا ہو گیا ہے جو اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں کر سکتا تو اس پر بھی نہ روزے فرض ہیں اور نہ روزوں کے بدلہ میں کسی مسکین کو کھانا کھلانا۔

دوسری فصل

# روزوں کی حکمت اور ان کے فوائد

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام حکیم ہے۔ جس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ وہ حکمت والا ہے اور حکمت یہ ہے کہ تمام کاموں کو اچھی طرح سے ادا کرنا اور اس کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے اور اس نے جو چیز بھی پیدا کی ہے یا اس کو نافذ کیا ہے تو اس میں یقیناً کوئی حکمت ہے۔ جو اس حکمت کو نہ سمجھ پایا' تو یہ اس کی اپنی کم علمی ہے ورنہ اس کا کوئی کام اور حکم حکمت سے خالی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت اور ان کی حکمت و فوائد سے اپنے بندوں کو آگاہ کردیا ہے۔

ا۔ روزوں کی حکمتوں میں اہم چیز یہ ہے کہ یہ ایک عبادت ہے۔ بندہ اس عبادت سے اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی محبوب ترین چیزوں کو اس کی محبت کی خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ انسان کا کھانا پینا اور نکاح وغیرہ محض اپنے رب کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کی خاطر چھوڑتا ہے۔ یہ چیز انسان کے ایثار کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے رب کی رضا کے لئے اپنی محبوب ترین چیزوں کو پس پشت ڈالتا اور آخرت کی

زندگی کو دنیاوی زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔

۲- روزوں کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ جب روزہ دار اپنے روزوں کو واجبات کے ساتھ ادا کرتا ہے تو وہ اس میں تقویٰ کی صفت پیدا کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے اوپر روزے فرض کردیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے۔

۳- روزہ رکھوانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ بھی ہے کہ انسان متقی بن جائے۔ اس لئے روزہ دار کو حکم دیا گیا کہ وہ تقویٰ کی صفت کو ضرور مدنظر رکھے۔ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے بچنے کا نام ہے۔ اور روزوں کا اصل مقصود اعظم یہی تقویٰ ہے۔ یہ نہیں کہ روزے دار کو کھانا پینا چھڑوا کر اور بیوی سے دور کر کے اس کو اذیت میں ڈالا جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، وَالْجَهْلَ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ». (رواه البخاري)

جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا' اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔

ذرا حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ قول الزور سے مراد ہر وہ بات جو حرام قرار دی گئی مثلاً جھوٹ بولنا' غیبت کرنا کسی کو گالی دینا وغیرہ اور اسی طرح کے دیگر اقوال ہیں۔ عمل بالزور سے مراد بھی ہر وہ کام ہے جو غلط ہے اور حرام کیا گیا ہے مثلاً لوگوں کے مال میں خیانت کا مرتکب ہونا' ان کو دھوکہ دینا' کسی کو مارنا' کسی کا مال ناحق لینا' اسی طرح حرام چیز کا سننا جیسے حرام گانا' ساز بانسری موسیقی وغیرہ یہ ساری چیزیں اس میں داخل ہیں۔

اور جہل سے مراد ہے بیوقوفی یعنی اقوال و اعمال میں ہدایت سے ہٹ جانا اور پہلو تہی کرنا۔

۴۔ روزہ سراسر تربیت نفس نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی وہ تربیت ہے جس کے اثرات آدمی کے اخلاق و کردار پر پڑتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد بھی اس پر تادیر اس تربیت کے اثرات باقی رہتے ہیں۔

۵ – رمضان المبارک کے روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ امیر آدمی کو اللہ کے انعامات اور فضل و کرم کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اس عظیم نعمت کو پہچانتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔ عام حالت میں وہ جو کھانا پینا' عیش و آرام چاہتا ہے اسے میسر آ جاتا ہے۔ لیکن جب روزہ کی صورت میں اس پر پابندی لگی تو اس کو اس نعمت کا احساس ہوا۔

پھر ساتھ ہی اس کو اپنے مفلس بھائی کی مشکلات کا بھی احساس ہوتا ہے جس کو مادی سہولتیں میسر نہیں ہیں چنانچہ وہ صدقات خیرات سے اس کی مدد کرتا ہے۔

٦ – روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کو نفس پر قابو پانا آ جاتا ہے۔ اپنے نفس کو خواہشات کے نہیں بلکہ خواہشات کو نفس کے تابع کر لیتا ہے اور اس کو دنیا و آخرت میں خیر اور نیکی کی طرف لے جاتا ہے۔ جس سے وہ صحیح انسان بن جاتا ہے۔ اس میں حیوانی جبلت ختم ہو جاتی ہے۔ جب انسان میں حیوانی جبلت آ جائے تو وہ اسے دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کی طرف لے جاتی ہے مگر روزہ اس کا بہترین علاج ہے۔ انسان روزہ سے اپنے نفس پر قابو پا لیتا ہے اور وہ برائی سے بچ جاتا ہے۔

۷ – روزوں کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے صحت اور تندرستی

حاصل ہوتی ہے۔ رمضان کے دوران کھانا معمول سے کم کھاتا ہے جس سے نظام ہضم درست ہو جاتا ہے اور جسم سے فاسد مادے اور رطوبات جو مضر صحت ہوتی ہیں، خارج ہو جاتی ہیں۔

## تیسری فصل

## مریض اور مسافر کے روزوں کے احکامات

ارشاد باری تعالٰی ہے :

﴿ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ ﴾

جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں یہ گنتی پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔

### مریضوں کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم : ایک قسم ان دائمی مریضوں کی ہے جن کی صحت کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی کو سرطان کا مرض لاحق ہے تو ایسے شخص کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی صحت اس کو روزہ رکھنے کی

اجازت نہیں دیتی اور نہ ہی اس کو صحت یابی کی کوئی امید ہوتی ہے۔
اس لئے ایسے مریض کو چاہئے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو
کھانا کھلا دے یا پھر روزوں کے دنوں کے برابر مساکین کو جمع کر کے کھانا
کھلا دے۔ مشہور صحابی انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب عمر رسیدہ ہو
گئے تو وہ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ یا پھر دنوں کے مطابق مساکین کو
چوتھائی صاع (غلہ ماپنے کا پیانہ) نبوی کے مطابق غلہ دے دیں۔ یا پھر
چھ سو گرام اعلیٰ قسم کی گندم ہر روزہ کے بدلہ میں ادا کر دے۔ اور اچھی
بات یہ ہے کہ صرف غلہ ہی نہ دے بلکہ اس کے ساتھ گھی 'گوشت یا
کوئی ایسی چیز دے جو سالن ہو یا سالن کا بدل ہو۔ اسی طرح بہت بوڑھا
آدمی ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلا دے۔

دوسری قسم : عارضی قسم کا مریض 'جیسے کسی کو بخار وغیرہ ہو گیا یا
اچانک کوئی بیماری آگئی تو اس میں تین صورتیں ممکن ہیں۔
پہلی صورت : بیمار تو ہے مگر اس کو روزہ رکھنے سے کوئی تکلیف نہیں
تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ روزہ رکھے اس لئے کہ اس کے پاس
کوئی عذر نہیں ہے۔
دوسری صورت : روزہ رکھنے سے اسے مشقت کا سامنا ہوتا ہے مگر
روزہ سے اس کی صحت پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا تو اس حالت میں اس کا

روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے اس کو رخصت دی ہے
اور وہ خواہ مخواہ برداشت کر رہا ہے۔

تیسری صورت : روزہ رکھنے سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے روزہ مضر ہے۔ تو ایسی صورت میں بیمار کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ کیونکہ اس سے اس کی جان کو خطرہ ہے۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے :

﴿ وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾

اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالٰی تم پر نہایت مہربان ہے۔(النساء : ۲۹)

دوسری جگہ ارشاد باری ہے :

﴿ وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ ﴾

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔(البقرہ : ۱۹۵)

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

«لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ» . (رواه ابن ماجة والحاكم) .

نہ نقصان پہنچاؤ نہ اس کے اسباب اپناؤ۔

اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام نووی

فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی کئی اسناد ہیں جن سے یہ قوی ہو گئی ہے۔

## روزہ کی رخصت کی پہچان اور قضا دینے کا بیان

مریض پر روزہ کے مضر اثرات خود مریض کو محسوس ہو جاتے ہیں اور طبیب بھی اس کو روزہ کے مضر اثرات سے مطلع کرتا ہے۔ جب مریض صحت مند ہو جائے گا تو جتنے روزے اس نے چھوڑے ہیں وہ پورے کرے گا اور اگر مرض ختم ہونے سے پہلے مریض فوت ہو جاتا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں۔ کیونکہ اس نے رمضان کے بعد ان چھوٹے ہوئے روزوں کو پورا کرنا تھا' جس کی وہ مہلت نہ پا سکا۔

## مسافر کے روزے

مسافر کی دو قسمیں ہیں :

پہلی قسم : کوئی شخص محض اس لئے سفر اختیار کرے کہ اس سے روزہ کی چھوٹ مل جائے گی تو ایسے شخص کو روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ روزہ اللہ کا فرض کردہ ہے اور فرض کو ساقط کرنے کے لئے کوئی بھی حیلہ کیا جائے تو اس سے فرض بہر حال باقی رہتا ہے۔ ساقط نہیں ہوتا۔

دوسری قسم : ایسا مسافر جس کا سفر روزوں سے بچنے کے لئے نہ ہو تو

اس صورت میں تین حالتیں ممکن ہیں۔

پہلی حالت : آدمی روزہ سے سخت مشقت میں پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فتح مکہ کے سفر میں روزہ کی حالت میں تھے لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگوں کو روزہ رکھنے سے کافی مشقت اور تکلیف کا سامنا ہے اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کیا کریں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز عصر کے بعد پانی پیا یعنی روزہ افطار کیا تو دیگر لوگوں نے بھی روزہ افطار کر لیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے روزہ افطار نہیں کیا ہے تو ارشاد فرمایا :

«أُوْلَئِكَ الْعُصَاةُ، أُوْلَئِكَ الْعُصَاةُ» . (رواه مسلم).

یہی لوگ نافرمان ہیں' یہی لوگ نافرمان ہیں۔ (مسلم)

دوسری حالت : روزہ رکھنے کی صورت میں اس کو مشقت ضرور ہے مگر قابل برداشت ہے۔ زیادہ سخت نہیں ہے تو ایسے مسافر کا روزہ بھی ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رخصت دی ہے' آسانی کی ہے تو پھر اپنے نفس کو مشقت میں کیوں ڈالا جائے۔

تیسری حالت : روزہ رکھنا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ نہ

ہی اس کی وجہ سے اس مسافر کو کوئی تکلیف ہے تو جو چیز اس کو آسان لگے وہ چیز اختیار کر لے' چاہے تو روزہ رکھ لے چاہے تو نہ رکھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ﴾

اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا ۔

اور لفظ یرید یعنی ارادہ کا مفہوم محبت ہے اگر آدمی کے نزدیک روزہ رکھنا یا نہ رکھنا برابر ہے تو اس شخص کے حق میں روزہ رکھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسی حالت میں روزہ رکھا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رمضان المبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ سخت گرمی میں سفر میں نکلے۔ سخت گرمی کی وجہ سے بعض لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے (تاکہ گرمی سے بچ سکیں) ایسی حالت میں ہم میں صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اور عبداللہ بن رواحہ روزہ دار تھے۔

آدمی جب شہر سے نکل پڑے تو اس وقت سے لے کر شہر واپس

لوٹ آنے تک وہ مسافر ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے شہر میں جا کر مقیم ہو جاتا ہے تو وہ جب تک وہاں قیام کرتا ہے' مسافر ہی رہتا ہے۔ جب تک اس کی نیت یہ ہو کہ جیسے ہی اس کا کام ختم ہو گا وہ واپس لوٹ جائے گا۔ تو ایسی حالت میں اس کو سفر کی رخصت حاصل رہے گی اگرچہ اس کے قیام کی مدت طویل ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے قیام کی کوئی مدت بیان نہیں کی ہے۔

سفر خواہ حج 'عمرہ یا کسی رشتہ دار سے ملنے کی غرض سے یا تجارت کی نیت سے کیا جائے' اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مستقل سفر کی حالت میں رہتے ہیں جیسے ٹیکسی ڈرائیور 'یا بڑی گاڑیاں (ٹرک 'ٹرالہ) چلانے والے یہ سب کے سب اگر شہر سے باہر سفر پر نکلتے ہیں تو اب یہ مسافر ہیں۔ ان کے لئے وہی احکامات ہیں جو عام مسافروں کے لئے ہیں۔ یعنی یہ رمضان میں روزہ افطار کر سکتے ہیں اور قصر نماز ادا کریں گے۔ یعنی چار رکعتوں کو دو رکعت پڑھیں گے اگر ان کو ضرورت ہو تو ظہر عصر اور مغرب عشاء کو اکٹھا کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ سفر کی حالت میں ان کے لئے روزہ نہ رکھنا' روزہ رکھنے سے بہتر ہے اور سردی کے (چھوٹے) دنوں میں قضا دیں۔ ہاں اگر ان کے لئے مشقت نہ ہو تو روزہ رکھ لیں۔ یہ گاڑیاں چلانے والے کسی نہ کسی جگہ ضرور

رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ اگر یہ اپنے شہر میں ہوں (جہاں ان کا گھر ہے) تو پھر ان پر وہی احکامات ہوں گے جو مقیم پر ہیں (یعنی روزے رکھیں گے اور نمازیں پوری ادا کریں گے) اور جب بھی یہ سفر کی حالت میں ہوں گے تو ان پر احکامات مسافروں والے نافذ ہوں گے۔

## چوتھی فصل

## روزہ کو توڑنے والی اشیاء

روزہ توڑنے والی اشیاء سات ہیں۔

۱۔ بیوی سے مجامعت کرنا۔ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس غلط کام کا اس کو کفارہ یہ دینا ہو گا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر وہ غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور اگر وہ ان کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ ہاں اگر اس پر روزہ فرض نہیں ہے' جیسے وہ رمضان کے ماہ میں مسافر ہے اور وہ اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرتا ہے تو اس پر کفارہ نہیں ہے تاہم اس روزہ کی قضا دینا ہو گی۔

۲۔ منی کا خارج ہونا' خواہ بیوی سے چھیڑ چھاڑ کے نتیجہ میں یا اس سے

بوسہ و کنار کی وجہ سے ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن صرف بوس و کنار ہوا اور انزال نہ ہوا تو اس کا روزہ صحیح رہے گا۔

۳۔ کھانا پینا اور اس سے مراد یہ ہے کہ کھانے یا پینے والی اشیاء کو آدمی اپنے معدہ میں پہنچا دے۔ خواہ وہ منہ کے ذریعے لے جائے یا ناک کے ذریعے کسی بھی قسم کی غذائیت یا پینے والی چیز ہو' حتیٰ کہ روزے دار کے لئے دھواں دار چیزوں کو سونگھنا بھی جائز نہیں ہے۔ جب کہ اسے ڈر ہو کہ دھواں پیٹ میں داخل ہو جائے گا کیونکہ دھواں گیسوں کا ایک مجموعہ ہے جب کہ خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۔ جو چیز کھانے پینے کے قائم مقائم ہو مثلاً ٹیکہ لگوانا۔ اگر یہ غذا دار ہو کہ کھانے پینے کی جگہ کافی ہو تو ناجائز ہے' روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن اگر غذا کو شامل نہیں تب جائز ہے' چاہے وریدی ہو یا عضلی۔

۵ ۔ سینگی یا فصد (نشتر) لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ خون بکثرت نکلے جس سے صحت پر اثر پڑے۔ تاہم اگر قلیل مقدار میں نکلے جیسے اسپتال میں خون ٹیسٹ کرانے وغیرہ کے لئے نکالا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ اس سے صحت پر مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

۶۔ جان بوجھ کر قے کرنے سے۔

۷ – حیض ونفاس کا خون نکل آنا۔

سو مذکورہ تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مگر تین شروط پر مقید ہے۔

ا – مندرجہ بالا سات امور سے متعلق شرعی حکم جانتا ہو اور وقت بھی معلوم ہو۔

ب – اسے یاد ہو۔

ج – صاحب اختیار ہو۔ مثلا اگر وہ سینگی لگواتا ہے اس خیال سے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو اس کا روزہ درست ہے کیونکہ اس کو اس مسئلہ کا علم ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے :

﴿ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ أَخْطَأْتُم بِهِۦ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ﴾

تم سے بھول چوک سے جو ہو جائے اس کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ اگر دل سے قصدا ایسا کرو گے تو گنہگار ہو گے۔

نیز ارشاد ربانی ہے :

﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ﴾

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمیں نہ پکڑ۔

صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دو دھاگے ایک سفید اور ایک کالا اپنے تکیے کے نیچے

رکھ لئے۔ اب وہ سحری کھاتے جاتے تھے اور ان دھاگوں کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے جب ایک دوسرے میں تمیز ہو گئی تو انہوں نے کھانا روک دیا ان کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾ یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے گا۔

سے یہی کچھ مراد تھا۔ (حالانکہ اصل مسئلہ یوں نہ تھا) انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے ان کو سمجھایا کہ اس سے مراد صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے اور آپ نے اس کو دوبارہ روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیا اگر کوئی شخص یہ سمجھ رہا ہے کہ ابھی سحری کا وقت ختم نہیں ہوا ہے اور وہ کھانا سحری کا وقت ختم ہونے کے باوجود کھاتا رہا ہے تو اس کا روزہ درست ہو گا۔ اس لئے کہ اس کو تو علم ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ایک شخص یہ سمجھتا ہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور وہ روزہ افطار کر لیتا ہے تو اس کا روزہ درست ہے کیونکہ وہ وقت کے بارے میں لاعلم ہے' اس کو علم ہی نہیں۔

## شرط کی پہلی مثال :

چنانچہ حدیث شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں ' کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے عہد مبارک میں روزہ افطار کیا۔ اس روز بادل چھائے ہوئے تھے۔ افطار کے بعد بادل چھٹ گئے تو سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔ ایسی صورت حال میں جب کہ غلطی سے قبل از وقت روزہ افطار کر لیا تھا اگر قضا واجب ہوتی تو یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اس کو واضح فرماتے' اس کے بارے میں حکم دیتے۔ (مگر اللہ کے رسول نے اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا) کیوں کہ دین تو مکمل ہو چکا ہے اور اس کے شارع اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہی ہیں اور اگر کوئی حکم دیا ہوتا تو اس کو صحابہ کرام ضرور بیان فرما دیتے۔ اس لئے کہ دین کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لی ہوئی ہے۔ اب صحابہ کرام نے اس مسئلہ کو بیان نہیں کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول نے اس کو بیان نہیں کیا ہے اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کو بیان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں قضا واجب نہیں ہے۔ خصوصی طور پر جب ایک مسئلہ کے عوامل و اسباب بھی وافر ہوں تو بھی وہ نقل نہ کیا جائے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایسی بات ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وضاحت کرتے تو ناممکن ہے کہ وہ نقل نہ ہوتا۔

شرط کی دوسری مثال : اسی طرح اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھول چوک کر کھانا کھا لیتا ہے اس کو روزہ توڑنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی بڑی واضح حدیث ہے۔ ارشاد ہوا :

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَو شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَومَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ». (متفق عليه).

جس شخص نے بھول چوک کر روزہ کی حالت میں کھانا کھا لیا یا پانی پی لیا تو اسے چاہئے کہ اپنے روزہ کو پورا کرے اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

شرط کی تیسری مثال : اسی طرح کسی شخص کو جبرا روزہ کی حالت میں کھانا کھلا دیا جائے یا کلی کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں چلا گیا یا آنکھ میں دوا ڈالی اب دوا کے قطرے کا ذائقہ اس کے پیٹ میں چلا گیا یا آدمی کو احتلام ہو گیا تو ان تمام حالتوں میں اس کا روزہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سارے کام اس کے ارادہ کے بغیر ہوئے ہیں۔

مزید فروعی مسائل :

شیخ صاحب نے فرمایا مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا سنت ہے۔ مسواک دن کے کسی بھی حصہ

میں اور کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے۔ خواہ وہ دن کا پہلا پہر ہو یا دن کا آخری حصہ اور روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ وہ سخت گرمی یا پیاس سے بچنے کے لئے اپنے سر پر پانی ڈال لے یا غسل کرے۔ یا اس طرح کا کوئی طریقہ اختیار کرے جس سے اس کو راحت مل جائے۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم روزہ کی حالت میں پیاس کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈالتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزہ کی حالت میں گیلا کپڑا اپنے اوپر لیا کرتے اور یقیناً یہ وہ تمام سہولتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا کی گئی ہیں اور بلا شبہ یہ اس کا فضل و کرم اور احسان ہے اور یہ وہی نرمی' سہولت ہے جسے اللہ نے روزوں کا حکم دے کر بعد میں بیان کیا ہے۔
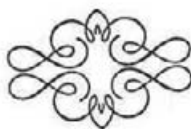
## پانچویں فصل

# نماز تراویح

تراویح : رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد باجماعت نماز ادا کرنے کو تراویح کہا جاتا ہے۔ اس کا وقت فجر کی اذان تک ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے تراویح کی ترغیب ان الفاظ میں دلائی ہے۔ ارشاد ہوا :

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

جس شخص نے رمضان میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے مسجد میں ایک رات قیام فرمایا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر اگلے دن لوگ زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اکٹھے ہوئے مگر آپ نماز پڑھانے تشریف نہ لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے کل تمہارا شوق دیکھا، تمہیں نماز پڑھانے کے لئے آنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، مگر مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تمہارے اوپر فرض نہ قرار دے دی جائے۔ یہ سارا واقعہ رمضان المبارک کے ماہ میں پیش آیا۔

## تراویح کی سنت تعداد :

سنت یہ ہے کہ گیارہ رکعت نماز دو دو کر کے ادا کی جائے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ آپ کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی تو انہوں نے فرمایا۔

«مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى اِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً»

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

موطا امام مالک میں محمد بن یوسف سے روایت ہے۔ یہ ثقہ ثبت (زیادہ معتبر) ہیں ' وہ روایت کرتے ہیں سائب بن یزید سے (یہ صحابی ہیں) کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھائیں۔

اب اگر کوئی شخص رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زائد نماز پڑھتا ہے تو اس میں اس کے لئے کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ و سلم) سے قیام اللیل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا دو دو رکعت پڑھی جائے اور جب کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو وہ ایک رکعت وتر پڑھ لے جو پوری نماز کو طاق بنا دے گا. یہ حدیث بھی بخاری اور مسلم کی ہے. تاہم افضل یہی ہے کہ جو چیز سنت سے ثابت ہو اسی کو اختیار کیا

جائے اور اس بات کا خیال رہے کہ نماز میں ٹھہراؤ' غور و فکر اور اس میں قیام و رکوع و سجود طویل ہوں مگر ضروری ہے کہ وہ لوگوں پر مشقت کا سبب نہ بنیں۔ بعض لوگ تراویح میں بہت زیادہ جلدی کرتے ہیں۔ حقیقتاً یہ خلاف شرع ہے اور اس جلدی میں اگر رکن میں یا واجب میں خلل پیدا ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

اب ان احکامات کا عام طور پر بہت سارے ائمہ مساجد نماز تراویح میں بطور خاص اہتمام نہیں کرتے۔ ان احکامات کا اہتمام نہ کرنا درست نہیں ہے۔ امام مسجد صرف اپنی ہی نہیں نماز پڑھتا بلکہ وہ اپنی نماز کے ساتھ ساتھ دوسروں کی امامت بھی کروا رہا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی حیثیت ایک حاکم یا ولی کی بن جاتی ہے جس کو درست کام کرنے چاہئیں۔ بعض اہل علم نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ امام کے لئے یہ مکروہ ہے کہ وہ نماز میں اتنی جلدی کرے جس سے مقتدی لوگوں سے سنت چھوٹ جائے۔ کہاں یہ بات کہ امام اتنی جلدی کرے کہ مقتدی واجب بھی ادا نہ کر سکیں۔

اہم مسئلہ :

لوگوں کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ نماز تراویح کو قائم کریں اور اس نماز کو ایک مسجد سے دوسری مسجد (حسن قرات کے لئے) میں

جانے میں ضائع نہ کردیں۔ یہ بات پیش نظر رہے کیونکہ جو شخص امام کے ساتھ نماز (یعنی تراویح) ادا کرے یہاں تک کہ امام صاحب مسجد سے روانہ ہو جائیں تو اس کے لئے رات بھر کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ بعد میں گھر جا کر سو ہی کیوں نہ جائے۔

## خواتین کا صلوۃ تراویح میں شرکت کرنا

خواتین کا مسجدوں میں نماز تراویح کے لئے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم یہ خیال رہے کہ ان کو گھر سے نکلتے وقت پردہ کا اور اپنی عزت و وقار کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ زیب و زینت کر کے اور خوشبو لگا کر نہ نکلیں اور نہ ہی ان کے گھر سے نکلنے میں کسی فتنہ کا ڈر ہو۔

## چھٹی فصل

## زکوۃ اور اس کے فوائد

زکوۃ اسلام کے فرائض میں سے ایک فرض اور اسلام کا اہم رکن ہے۔ کلمہ شہادۃ اور نماز کے بعد سب سے اہم ہے۔ اس کی فرضیت قرآن و سنت اور مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے۔ کوئی مسلمان اس کا اگر انکار کرتا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہے اس کو فورا توبہ کرنی چاہئے۔ بصورت دیگر اس کو قتل کر دیا جائے اور جو شخص محض کنجوسی

بخل کی بنا پر زکوۃ ادا نہیں کرتا (لیکن فرضیت کا قائل ہے) یا اس زکوۃ کو پورا ادا نہیں کرتا (کم ادا کرتا ہے) تو ایسا شخص ظالموں میں سے ہے۔ اللہ کے عذاب کا حقدار بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا۟ بِهِۦ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس فضل و کرم (مال و دولت) سے جو اللہ نے انہیں دے رکھی ہے کہ ان کے لئے بہتر ہے (نہیں) بلکہ وہ ان لئے بری ہے۔ عنقریب ایسے لوگ قیامت کے دن طوق پہنائے جائیں گے کہ جو انہوں نے بخل کیا۔ جان لیں آسمانوں اور زمینوں کی میراث تو اللہ کے پاس ہے اور تم جو کام کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

«مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَومَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ

يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ، يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ». (رواه البخاري).

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو اس مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کے دو سیاہ نقطے ہوں گے اور پھر اس سانپ کو اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا پھر وہ اس کے جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا میں تمہارا مال ہوں، میں تمہارا مال ہوں (گنجے سانپ کے کثرت زہر کی وجہ سے بال جھڑ جاتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾

وہ لوگ جو سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیں۔ جس دن (اس خزانے کو) جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھ کو داغا

جائے گا۔ یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ پس اس کو چکھو جو تم خزانہ بناتے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

«مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلاَفِضَّةٍ، لاَيُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلاَّ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَومٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ».

جو بھی سونے اور چاندی کا مالک اس کی زکوۃ نہیں ادا کرتا۔ قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی۔ پھر ان کو جہنم کی آگ میں مزید گرم کیا جائے گا اور اس سے ان کی جبینوں اور پہلوؤں اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو دوبارہ ان کو گرم کر دیا جائے گا اور یہ سلسلہ پچاس ہزار سال کے دن میں برابر چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (یعنی جنہوں نے جہنم میں جانا ہے یا جنت میں جانا ہے)۔

## زکوۃ کے دینی فوائد

۱۔ ارکان اسلام میں سے ایک رکن کا قیام، جس سے بندے کو دنیا و آخرت کی سعادت ملتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ایمان میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔

۳۔ اس کی ادائیگی سے بندے کو اجر عظیم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ يَمۡحَقُ ٱللَّهُ ٱلرِّبَوٰاْ وَيُرۡبِي ٱلصَّدَقَٰتِۗ ﴾

اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ ءَاتَيۡتُم مِّن رِّبٗا لِّيَرۡبُوَاْ فِيٓ أَمۡوَٰلِ ٱلنَّاسِ فَلَا يَرۡبُواْ عِندَ ٱللَّهِۖ وَمَآ ءَاتَيۡتُم مِّن زَكَوٰةٖ تُرِيدُونَ وَجۡهَ ٱللَّهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُضۡعِفُونَ ﴾

جو تم سود دو کہ اس سے لوگوں کا مال بڑھ جائے (جان لو) کہ یہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا (ہاں) جو تم زکوۃ ادا کرو اور سبب اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو تو جان لو کہ (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کا مال دوگنا کر رہے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ - أي بما يعادل تمرة - مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَيَقْبَلُ اللهُ إِلاَّ الطَّيِّبَ، فَإِنَّ اللهَ يَأْخُذُهَا بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ»

جس شخص نے کھجور کے برابر صدقہ کیا یعنی وہ کھجور جو حلال کی کمائی سے آئی ہو اور اللہ تعالیٰ تو قبول ہی حلال کی کمائی کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس (صدقہ) کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہیں پھر اس صدقہ دینے والے کے لئے پرورش (بڑھاتے) ہیں جس طرح کوئی شخص اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (ایک کھجور کا صدقہ) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ (حدیث سے مراد یہ ہے کہ صدقہ (زکوۃ) دینے کی بڑی فضیلت ہے اور دینے والے کے اخلاص کی بدولت بعض اوقات ایک کھجور اللہ کے ہاں پہاڑ سے بڑھ جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

۴۔ صدقہ اور خیرات دینے سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«وَالصَّدَقَةُ تُطْفِيءُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِي المَاءُ النَّارَ»

صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا (ٹھنڈا) کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔

اور یہاں صدقہ سے مراد زکوۃ اور تمام نفلی صدقات ہیں۔

## زکوۃ کے اخلاقی فوائد

۱۔ زکوۃ دینے والے انسان میں جود و سخاوت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ زکوۃ دینے سے فقیر اور مسکین بھائیوں کے لئے جذبہ رحم، مہربانی ابھرتا ہے اور دوسرے پر رحم کر کے خود بھی اللہ کی رحمت حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ مسلمانوں کو نفع پہنچانے سے انسان کو دلی سکون اور راحت ملتی ہے اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں بھی محبوب بن جاتا ہے۔

۴۔ زکوۃ ادا کرنے سے انسان کا نفس بخل اور کنجوسی اور نفس کی بخیلی سے پاک ہو جاتا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾

مال داروں سے زکوۃ وصول کریں کہ اس سے ان کو تزکیہ ملے گا اور دلوں کی صفائی ہو گی۔

## زکوۃ کے معاشرتی فوائد

۱۔ زکوۃ ادا کرنے سے دنیا کے بے شمار ملکوں میں مقیم حاجت مند لوگوں

کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

۲- زکوۃ دینے سے مسلمانوں کو مالی استحکام ملتا ہے۔ ان کی معاشی اور معاشرتی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ مزید براں اجتماعی سطح پر شان و عظمت ملتی ہے اسی لئے مصارف زکوۃ میں جہاد فی سبیل اللہ کو بھی مد نظر رکھا گیا کہ زکوۃ کے مصارف میں جہاد کی ضروریات بھی پوری ہوں۔

۳- زکوۃ ادا کرنے سے فقیر اور امیر کے درمیان محبت و پیار کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ جو مال و دولت کی وجہ سے غریبوں میں جو فطری حسد و بغض پیدا ہوتا ہے وہ زکوۃ کی بدولت دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب امیر لوگ انہیں اپنے مال کا حصہ پیش کرتے ہیں تو پھر ان کے تعلقات میں بہتری آتی ہے اور پیار و محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۴- زکوۃ و خیرات مال میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔ مال دینے والے کے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

«مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ»

خیرات کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

یعنی ممکن ہے کہ عدد کے اعتبار سے تو مال میں کمی ہو مگر برکت کی وجہ سے کمی نہیں آئے گی کہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والے کے مال میں برکت عطا فرما دیتے ہیں اور اس کا نعم البدل بھی عنایت کرتے ہیں۔

۵ - زکوۃ ادا کرنے سے مال و دولت اغنیاء کے مابین ہی منجمد نہیں ہو جاتی بلکہ وہ مسلسل گردش میں رہتی ہے جس کی بدولت بہت سارے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اس کی بجائے اگر دولت مالداروں کے ہاتھوں میں رہے اور وہ زکوۃ ادا نہ کریں تو یقیناً اس سے فقراء کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

مندرجہ بالا نکات سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ ادا کرنا ایک فریضہ ہے جس سے معاشرے پر بڑے عمدہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ فرد کی اصلاح کا مرحلہ ہو یا معاشرے کی اصلاح کا' زکوۃ اس سلسلہ میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔

زکوۃ مخصوص اموال میں فرض ہے۔ جن میں سونا' چاندی بھی شامل ہیں' شرط یہ ہے کہ ان کی مقدار نصاب کو پہنچ جائے اور وہ سونا میں ۳/۷ ۱۱ جنیہ سعودی گنی مقرر ہیں۔ اسی طرح چاندی اور عام متداول کرنسی میں ۵۶ ریال سعودی مقرر ہیں اور ان مذکورہ چیزوں میں دسویں حصہ کی چوتھائی یعنی چالیس فیصد کے اعتبار سے زکوۃ دی جائے گی۔

اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ سونا اور چاندی نقدی صورت میں ہو یا زیور کی صورت میں یا ڈلی کی صورت میں۔ ہر حالت میں زکوۃ دینا ضروری ہے۔ تاہم اس زیور کا نصاب کی حد تک پہنچنا ضروری ہے۔

اب اگر زیور یا سونا پاس ہے تو زکوۃ ہر حال میں ادا کرنا ہوگی خواہ اس کو پہنا جائے یا نہ پہنا جائے یا کسی کو عاریتاً دینے کے لئے رکھا ہو۔ اس لئے کہ اس ضمن میں احادیث بڑی واضح ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

«أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هٰذَا؟ قَالَتْ لاَ قَالَ أَيَسُرُّكِ أَن يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا سِوَارَيْنِ مِن نَارٍ فَأَلْقَتْهُمَا وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ»

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جس نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنائے۔ تو اس عورت نے ان دونوں کنگنوں کو اتارا اور کہا یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔ (مراد یہ ہے کہ صدقہ کر دیا)

یہ حدیث بلوغ المرام میں ہے جس کو ثلاثہ (ابوداوٗد' ترمذی' نسائی) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند قوی ہے۔

جن اموال سے زکوۃ دینا ضروری ہے ان میں تجارت کے لئے رکھی گئی اشیاء' اس میں ہر قسم کی اشیاء شامل ہیں۔ جن کو تجارت کہہ سکتے ہیں۔

جائیداد (زمین' عمارتیں وغیرہ) گاڑیاں' مویشی کپڑا وغیرہ تو اس میں ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا ہو گی۔ بشرطیکہ ان پر ایک سال کا عرصہ گذر چکا ہو۔ موجودہ مارکیٹ کے مطابق اس کی قیمت لگانا ہو گی۔ خریدتے وقت اس کی قیمت کم تھی یا زیادہ زکوۃ کا حساب موجودہ وقت میں جو مارکیٹ میں اس چیز کی قیمت ہے اس کے مطابق حساب کر کے زکوۃ ادا کریں۔ البتہ وہ اشیاء جو ذاتی استعمال میں ہوں یا ان کو کرایہ پر دینے کے لئے رکھا گیا ہو تو ان پر زکوۃ نہیں ہے۔

(تاہم علمائے کرام کے مطابق کرایہ پر دی گئی اشیاء کے کرایہ پر زکوۃ ادا کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان مبارک ہے کہ :

«لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلاَفَرَسِهِ صَدَقَةٌ »

مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑوں پر زکوۃ نہیں ہے۔

لیکن ان کی اجرت پر جب اس پر سال پورا ہو جائے اور اسی طرح سونے اور چاندی پر زکوۃ لازمی ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

ساتویں فصل

# زکوۃ کے حق داران

زکوۃ کن کو ادا کی جائے یا اس کے حق دار کون ہیں اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود ہی اس کی وضاحت فرما دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴾

صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہ رو مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

چنانچہ اس آیت کی روشنی میں یہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں۔

پہلی قسم : فقراء وہ لوگ ہیں جن کے پاس ضروری کھانے پینے کی اشیاء نہیں ہوتی ہیں۔ مگر بالکل تھوڑی مقدار میں اور وہ آدھا سال کے لئے بھی ناکافی ہیں اور اگر انسان کا یہ مقدور نہ ہو کہ وہ اپنے اور اپنے

اہل و عیال کے لئے چھ ماہ تک خوراک مہیا کر سکے تو وہ فقیر ہے اور اس کو اتنی رقم ملنی چاہئے کہ اس کے اخراجات پورے سال کے لئے کافی ہو جائیں۔

دوسری قسم : مساکین وہ لوگ ہیں جن کے پاس چھ ماہ یا اس سے زائد مدت کے لئے مگر ایک سال سے کم مدت کے لئے نان و نفقہ موجود ہے۔ تو ان کو پورے سال کا نان و نفقہ دیا جانا چاہئے۔ اب اگر ایک آدمی جس کے پاس نقدی رقم تو نہیں ہے لیکن اس کے پاس دوسرے ذرائع آمدن ہیں یا وہ تنخواہ دار ہے یا اس کے پاس فن ہے جس کی بدولت وہ ہر ماہ رقم کما سکتا ہے اور اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے تو ایسے شخص کو زکوۃ ادا نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ :

«لاَحَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلاَلِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ»

(زکوۃ میں) امیر آدمی اور جو طاقتور کمانے والا ہو اس کا حصہ نہیں ہے۔

تیسری قسم : زکوۃ اکٹھی کرنے والے ملازم ' یا وہ لوگ ہیں جن کی تنخواہیں حکومت ادا کرتی ہے اور یہ زکوۃ کے شعبہ میں کام کرتے ہیں ' یہ زکوۃ لوگوں سے وصول کرتے ' اس کے مستحق لوگوں کو دینے اور اس

کا حساب و کتاب رکھتے اور اس کو محفوظ کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو زکوۃ کی رقم سے ان کے کام کی مقدار کے برابر تنخواہ یا معاوضہ دیا جائے گا خواہ یہ لوگ امیر ہی کیوں نہ ہوں۔

چوتھی قسم : لوگوں کے دلوں کو مائل کرنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے قبیلوں کے سردار یا بااثر لوگ ہیں ان کے ایمان کمزور ہیں تو ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے یا ان کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈالنے کے لئے انہیں زکوۃ میں سے رقم دی جائے گی۔ تاکہ یہ اسلام کے داعی بن جائیں اور لوگوں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اب اگر ایک آدمی کا اسلام کمزور ہے اور وہ اپنے قبیلے کا سردار یا بااثر آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عام لوگوں میں سے ہے تو کیا اس کو زکوۃ میں سے رقم دی جائے گی کہ اس کا ایمان مضبوط ہو جائے۔ تو اس بارے میں علمائے کرام کی دو رائیں ہیں۔

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کو زکوۃ کا مال دیا جائے۔ اس لئے کہ دین کی مصلحت آدمی کی بدنی مصلحت سے زیادہ اہم ہے۔ مثلا اگر مسلمان فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دی جائے گی تاکہ وہ خوارک کا بندوبست کر سکے۔ مگر ایمان کو قوت دینے والی اور اس کو اسلام کے قریب کرنے والی چیز مقابلتا زیادہ اہم ہے اور اس کے فوائد زیادہ ہیں مگر

بعض علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ اس کو زکوۃ نہ دی جائے کیونکہ اس کے ایمان کا مضبوط ہونا ایک فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ جس کا اس کی ذات سے ہی تعلق ہے۔

پانچویں قسم : زکوۃ کی رقم سے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مکاتب غلام سے مراد وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے سودا کر رکھا ہے کہ وہ اس کو معینہ مبلغ ادا کر دے گا اور جب وہ مبلغ ادا کر دے تو اس کو آزادی مل جائے گی۔ شرعی اصطلاح میں ایسے غلام کو مکاتب کہا جاتا ہے۔ اب زکوۃ کی رقم سے ایسے مکاتب کی مدد کی جائے گی تاکہ اس کو جلد آزادی مل جائے تاہم ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو۔

چھٹی قسم : مقروض آدمی کو زکوۃ کی رقم سے مدد دی جا سکتی ہے جب کہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہ ہو۔ چنانچہ ایسے مقروض شخص کو خواہ اس پر قرض زیادہ ہو یا کم زکوۃ دی جا سکتی ہے۔ اب اگر ایک آدمی اتنا مالدار ہے کہ اس کے پاس کھانے پینے کا بندوبست ہے یا اس کی اتنی آمدنی ہے کہ اس سے اس کے گھریلو اخراجات پورے ہو رہے ہیں مگر اس پر قرض ہے جسے وہ ادا نہیں کر سکتا تو اس کو زکوۃ سے اتنی رقم دی جائے گی کہ اس سے اس کے قرضے اتر جائیں۔ اگر

ایک آدمی نے کسی شخص سے قرض لینا ہو اور مقروض اس کا قرض واپس کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے کہ آدمی اس کے قرض کو واپس نہ لے اور اس قرض کو اپنی زکوۃ سے کاٹنے کی نیت کر کے اس کو زکوۃ سے کاٹ لے۔ علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک شخص مقروض ہے یا اس کا بیٹا مقروض ہے کیا وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی زکوۃ دے سکتے ہیں تاکہ وہ (زکوۃ لینے والا خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا) اپنا قرض اتار لے۔ جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ (واللہ اعلم)

اور زکوۃ دینے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ جس کو زکوۃ لگتی ہے اس کو زکوۃ ادا کرے' اگرچہ مقروض شخص کو پتہ نہ چلے کہ اس کی مدد زکوۃ سے کی جا رہی ہے مگر زکوۃ دینے والے کو علم ہو کہ یہ مقروض اپنا قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

ساتویں قسم : فی سبیل اللہ زکوۃ کے مال سے رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ مجاہدین کو زکوۃ سے رقم ادا کی جا سکتی ہے تاکہ وہ جہاد کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ زکوۃ کے مال سے جہاد کا سازو سامان (سامان حرب) خریدا جا سکتا ہے۔ شرعی علم حاصل کرنے والا طالب علم بھی فی سبیل اللہ میں آتا ہے تو

شرعی طالب علم کو زکوۃ کی رقم ادا کی جا سکتی ہے تاکہ وہ کتب اور دوسری حاجات کو پورا کر سکے۔ لیکن اگر وہ امیر ہے اور اس کے پاس ذاتی اتنا مال ہے کہ اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے تو پھر اس کو زکوۃ نہ دی جائے گی۔

آٹھویں قسم : ایسا مسافر جس کا دوران سفر زادِ راہ ختم ہو جائے تو اس کو زکوۃ سے اتنی رقم دی جائے جو اس کو اس کے وطن پہنچا دے۔

یہ آٹھ اقسام ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ زکوۃ فرض ہے جس کو اللہ علیم و حکیم نے اپنے علم اور حکمت سے اس کے مصارف بیان کر دیئے ہیں۔ زکوۃ کی رقم سے مساجد بنانا' سڑکوں کی مرمت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے مستحقین کی تفصیل بیان کر دی ہے اور ان کی حیثیت کو محدود کر دیا ہے۔

اگر ہم زکوۃ کی حکمت پر غور کریں اور اس کے مستحقین کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ معاشرے میں بعض لوگ ذاتی طور پر اس کے ضرورت مند ہیں اور بعض حالات میں عام مسلمان زکوۃ لینے والے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اب زکوۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

آٹھویں فصل

## صدقہ فطر (فطرانے) کے بارے میں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فطرانہ کو فرض قرار دیا ہے اور رمضان کے آخر میں ادا کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ» متفق عليه

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے رمضان کا صدقہ فطر غلام آزاد' مرد عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔(بخاری و مسلم)

فطرانہ کھانے کے غلہ کا ایک صاع ہے جو آدمی کی بھوک کو ختم کرتا ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

«كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيرَ وَالزَّبِيبَ وَالأَقِطَ وَالتَّمْرَ» رواه البخاري

ہم صدقہ فطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے مبارک دور میں

کھانے کا ایک صاع نکالتے تھے۔ ہمارا ان دنوں کھانا جو، منقہ، پنیر اور کھجور ہوتا۔ (بخاری)

صدقہ فطر میں مبلغ نقدی لباس جانوروں کا چارہ اور دیگر اشیاء وغیرہ نہیں دی جاسکتیں۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے دور اقدس میں صدقہ فطر غلہ کی ہی صورت میں دیا گیا ہے اور آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ :

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

جہاں تک ایک صاع کے وزن کا تعلق ہے تو وہ دو کلو اور چالیس گرام اعلیٰ درجہ کی گندم وغیرہ ہے۔ یہ وہ مقدار ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے دور میں دی جاتی تھی۔ صدقہ فطر کا عید الفطر سے پہلے نکالنا ضروری ہے اور افضل یہ ہے کہ اس کو عید والے دن نماز عید سے قبل ادا کیا جائے۔ تاہم ایک یا دو دن پہلے بھی دیا جا سکتا ہے۔ نماز عید کے بعد صدقہ فطر اگر ادا کیا جائے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ :

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنَ فَمَنْ أَدَّاهَا

قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ»

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے صدقہ فطر روزے دار کو بے ھودگی فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے نیز محتاجوں کے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے فرض کیا ہے جس نے نماز عید سے پہلے ادا کیا اس کا صدقہ فطر ادا ہو گیا اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا اس کا صدقہ فطر عام صدقہ شمار ہو گا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

لیکن اگر ایسی صورت ہو جاتی ہے کہ صدقہ الفطر دینے والے کو عید کے دن کا عید کی نماز کے بعد پتہ چلتا ہے اور اس وقت وہ صحرا میں تھا یا کسی ایسی جگہ مقیم تھا جہاں اس کے مستحق موجود نہ تھے تو پھر عید کی نماز کے بعد بھی صدقہ فطر ادا کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

# رمضان المبارک کے احکامات اور واجبات

تمام قسم کی حمد و ثنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اور درود و سلام ہمارے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ و سلم اور ان کے آل و اصحاب پر۔

رمضان المبارک کے بارے میں انتہائی اختصار کے ساتھ اس کے احکامات ' اس کے مسائل ' رمضان میں لوگوں کی اقسام ' روزہ توڑنے والی اشیاء اور دیگر فائدے بیان کئے جاتے ہیں۔

۱- روزہ : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی چیزیں چھوڑنے کا نام ہے۔

۲- رمضان المبارک کے روزے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی حدیث مبارک ہے کہ:

«بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَومِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ»

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ' نماز قائم کرنا ' زکوۃ ادا کرنا ' رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

## رمضان میں لوگوں کی اقسام :

۱- روزہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے جو عاقل بالغ مقیم اور روزہ رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔

۲- کافر روزہ نہیں رکھتا ہے اگر وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو اس پر روزے کی قضا نہیں ہے۔

۳- بچے پر بلوغت سے پہلے روزہ فرض نہیں ہے لیکن اس کو روزہ رکھوانا چاہئے تاکہ اس کو روزے کی عادت پڑ جائے۔

۴- پاگل ' مجنون پر روزہ فرض نہیں ہے اور نہ ہی اس کی طرف سے مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا۔ خواہ وہ بڑی عمر کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی مثال پاگل اور بوڑھا آدمی جس کے اندر تمیز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔

۵- دائمی مریض مثلا بوڑھا آدمی اور وہ مریض جس کو شفا کی امید نہ ہو روزہ نہ رکھے اور اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا۔

۶- وہ مریض جو اچانک بیمار ہوا ہے اس کو تندرست ہونے کی امید ہے' بیماری کی حالت میں اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کی بیماری میں یا تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے تاہم بعد میں وہ اس کی قضا ادا کرے گا۔ (یعنی جتنے روزے چھوٹے اتنے ہی رمضان کے بعد رکھے گا)

۷- حاملہ عورت' یا بچے کو دودھ پلانے والی عورت اگر یہ محسوس کرے کہ روزہ کی وجہ سے اس کے حمل پر یا دودھ پیتے بچے پر مضر اثرات پڑ سکتے ہیں تو وہ روزہ نہ رکھے تاہم بعد میں جب اس کے لئے آسانی ہو کسی خطرے کا ڈر نہ ہو تو روزوں کی قضا دے۔

۸- حائضہ عورت اور نفاس والی عورت اس حالت میں روزہ نہ رکھے گی اور قضا دے گی۔

۹- کسی شخص کو غرق ہونے سے بچاتے ہوئے یا آگ لگنے کی صورت میں آدمی روزہ چھوڑنے پر مجبور ہے تو روزہ نہ رکھے تاہم بعد میں روزوں کی قضا دے۔

۱۰- مسافر اگر چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو نہ رکھے اور بعد میں ان کی قضا دے۔ اب اگر اس کا سفر اچانک ہے جیسے عمرہ کے لئے جانا ہے یا ہمیشہ سفر کی حالت میں رہتا ہے جیسے ٹیکسی ڈرائیور' ٹریلے یا ٹرک چلانے والے اگر اپنے شہر میں مقیم نہیں ہیں تو وہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔

## روزہ توڑنے والی اشیاء

اگر آدمی بھول کر یا جہالت سے کھا لے یا اس کو مجبور کر کے کھلا دیا جاتا ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا﴾

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر لیں (جہالت سے) تو ہماری گرفت نہ فرما۔

اور فرمایا :

﴿ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُۥ مُطْمَئِنٌّۢ بِٱلْإِيمَٰنِ ﴾

مگر وہ شخص جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے۔

اور فرمایا:

﴿ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ أَخْطَأْتُم بِهِۦ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ﴾

تمہارے اوپر غلطی سے (بھول کر) کوئی کام کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اگر دل سے جان بوجھ کر غلطی کرو تو اس کا گناہ ہے۔

چنانچہ اگر کوئی بھول چوک کر کھا لیتا ہے تو اس کا روزہ خراب نہیں ہو گا اس لئے کہ اس نے بھول کر کھایا پیا ہے۔

اگر آدمی نے کچھ کھا پی لیا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا ہے یا ابھی فجر نہیں نکلی ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ تو بے خبر ہے اس کو علم ہی نہیں تھا۔ اگر اس نے کلی کی' اس کی نیت

یا خواہش کے بغیر اس کے حلق میں پانی کا قطرہ چلا گیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص سویا ہوا ہے اور اس کو احتلام ہو گیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ اس پر اس کا کوئی اختیار نہیں تھا۔
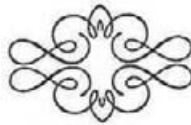
# روزہ توڑنے والی چیزیں

۱- بیوی سے دن کے وقت روزہ کی حالت میں ازدواجی تعلق قائم کرنا۔ آدمی کو روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ دینا ہوگا یا تو ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۲- جاگتے ہوئے منی کا انزال خواہ وہ مشت زنی سے ہو یا بیوی سے جماع کرنے اور اس سے لپٹنے یا بوسہ لینے کی وجہ سے۔

۳- کھانا پینا خواہ وہ فائدہ مند ہو یا نقصان دہ ہو جیسے سگریٹ وغیرہ۔

۴- طاقت کا ٹیکہ لگانا جو غذا کا بدل ہو کیونکہ وہ کھانے پینے کے معنوں میں آتا ہے لیکن وہ ٹیکہ جس سے طاقت نہ ملے یا غذا کا بدل نہ ہو تو ایسے ٹیکے کو خواہ پٹھوں میں لگایا جائے یا ورید میں لگایا جائے۔ روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ آدمی کو اس کا ذائقہ اس کے حلق میں محسوس ہو یا نہ ہو۔

۵- عورتوں کے حیض یا نفاس میں مبتلا ہو جانے سے۔

۶- سینگی لگانے کی وجہ سے خون کا نکلنا لیکن خون کے کسی اور وجہ سے نکلنے کی بنا پر روزہ نہیں ٹوٹتا جیسے نکسیر' دانت کا نکالنا وغیرہ۔ اس لئے یہ سینگی لگوانے کے یا اس سے ملتے جلتے امور سے مشابہ نہیں ہے۔

۷- قصداً قے کرنا۔ مگر بغیر قصد کے قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## مفید معلومات

۱- روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ جنابت کی حالت میں روزہ کی نیت کر لے اور پھر طلوع فجر کے بعد غسل کرے۔

۲- عورت اگر اپنے حیض ونفاس سے طلوع فجر سے پہلے فارغ ہو جائے تو روزہ رکھ لے خواہ وہ غسل طلوع فجر کے بعد کر لے۔

۳- روزہ دار اپنے جسم پر تیل' یا کریم کی مالش کر سکتا ہے جسم پر دوائی لگا سکتا ہے' خوشبو سونگھ سکتا ہے مگر عود کا دھواں نہ سونگھے۔ وہ اپنا دانت یا داڑھ نکلوا سکتا ہے' اپنے زخم پر پٹی لگوا سکتا ہے۔ آنکھوں اور کانوں میں دوا ڈلوا سکتا ہے' سرمہ لگا سکتا ہے۔ ان تمام کاموں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ اپنے حلق میں دوائی کے اثرات یا ذائقہ محسوس کرے۔

۴- روزہ دار صبح یا شام کسی بھی وقت مسواک کر سکتا ہے جس طرح رمضان کے علاوہ کسی بھی وقت آدمی مسواک کر سکتا ہے۔

۵- روزہ دار سخت گرمی یا سخت پیاس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ٹھنڈے پانی کو اپنے جسم پر ڈال سکتا ہے۔ ایر کنڈیشن کا استعمال کر سکتا ہے۔

۶- روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ وہ بلڈ پریشر کے باعث ہونے والی سانس کی تنگی کو دور کرنے کے لئے منہ میں دوا کا سپرے کر لے۔

۷- روزہ دار کے ہونٹ اگر خشک ہو جائیں تو ان کو تر کر سکتا ہے۔ اگر منہ خشک ہو جائے تو کلی کر سکتا ہے۔ لیکن وہ غرارے نہ کرے۔

۸- سنت یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد افطاری میں جلدی کی جائے اور سحری میں تاخیر کی جائے۔ روزہ دار تازہ کھجور کے ساتھ روزہ افطار کرے اور اگر میسر نہ ہو تو پھر سوکھی کھجور کے ساتھ اور وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر پانی کے ساتھ اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر کسی بھی حلال کھانے کے ساتھ روزہ افطار کرے۔ اگر اس کو کوئی بھی چیز میسر نہ ہو تو اپنے دل میں افطار کی نیت کرے ۔ یہاں تک کہ اس کو کھانا میسر آ جائے۔

۹- روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ روزہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور اسلام میں تمام منع کردہ اشیاء سے باز رہے۔

۱۰- روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام فرض کاموں کی پابندی کرے۔ حرام چیزوں سے باز رہے۔ پانچوں نمازیں باجماعت اور وقت پر ادا کرے۔ تمام قسم کی غیبت ' چغلی ' دھوکہ بازی ' سودخوری اور تمام قول و فعل جو حرام ہیں ' ان سے مکمل اجتناب کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد مبارک ہے۔

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ»

جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑ دے۔

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ ہی کے لئے جو دونوں جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ و سلم پر اور ان کی آل پر اور ان کے تمام ساتھیوں پر۔
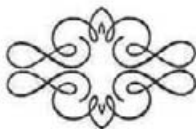
# فتاویٰ

## الشیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ

سوال : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص رمضان میں فوت ہو جائے وہ جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہو جاتا ہے؟

جواب : اس کا مفہوم یہ نہیں ہے بلکہ جنت کے دروازے کھلنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل ایمان کی حوصلہ افزائی کے لئے جو عوامل ہیں ان کو اور زیادہ کرنا اور ان کی رغبت دلانا ہے تاکہ ان کا داخلہ آسان ہو۔

اور جہنم کے دروازے بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کو گناہوں سے روکا جائے تاکہ ان دروازوں سے داخل نہ ہوں۔

اس کا مفہوم یہ نہیں کہ جو شخص رمضان میں فوت ہو جائے وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو گا۔ جو لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے حدیث شریف میں واضح کر دیا ہے۔

«هُمُ الَّذِيْنَ لَايَسْتَرْقُوْنَ وَلَايَكْتَوُوْنَ وَلَايَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ»

وہ لوگ نہ دم کرواتے ہیں نہ ہی داغ لگواتے ہیں نہ ہی پرندوں کو (فال کے لئے) اڑاتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو عمل صالح ہیں ان کو بجا لاتے ہیں۔

سوال : کیا روزہ کی حالت میں خوشبو کا استعمال کرنا جائز ہے۔

جواب : روزہ کی حالت میں خوشبو کے استعمال میں خواہ وہ اس کی خوشبو کو سونگھے کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر عود کی دھونی کو نہ سونگھے کیونکہ اس عمل سے جو چیز معدے میں پہنچتی ہے وہ دھواں ہے۔

سوال : کیا روزہ کی حالت میں ناجائز گفتگو کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب : اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پڑھیں :

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر فرض تھے تاکہ متقی بن جاؤ۔

اس آیت مبارکہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ روزہ کی حکمت تقویٰ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ تقویٰ دراصل حرام چیزوں کو چھوڑنا ہے۔ یعنی بغیر کسی شرط کے تمام تاکید کردہ امور کی پابندی کرنا اور منع شدہ امور سے باز رہنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ»

جو شخص جھوٹ بولنا' اس پر عمل کرنا ہے اور جہالت کے کام کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

مذکورہ بالا الفاظ سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام تر گفتگو اور تمام کاموں میں تمام محرمات سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ غیبت نہ کرے' جھوٹ نہ بولے' چغلی نہ کرے' حرام چیزوں کو فروخت نہ کرے۔ اور خود بھی تمام حرام چیزوں سے دور رہے' جب پورا مہینہ آدمی ان چیزوں سے دور رہے تو امید ہے کہ اس کا نفس سال کے بقیہ مہینوں میں بھی ان چیزوں سے اللہ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گا۔

لیکن انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سارے روزہ دار رمضان اور غیر رمضان میں کوئی فرق نہیں کرتے' وہی جھوٹ' بے ہودہ گفتگو' دھوکہ وغیرہ اپنی عادت کے مطابق بدستور جاری رہتا ہے۔ ان کے اوپر رمضان المبارک کا کوئی اثر اور وقار نہیں ہوتا۔ بلاشبہ مندرجہ بالا اعمال روزے کو نہیں توڑتے۔ مگر اس کے اجر و ثواب میں کمی

ضرور آجاتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب کثرت سے ان اعمال کی پرواہ نہ کی جائے تو روزے کا اجر ہی ضائع ہو جائے۔

سوال : ہم کچھ ساتھی ہیں جن کو دوسرے ملک کے دورے پر بھیجا گیا ہے۔ ہم میں سے بعض کو ایک سال بعض کو دو سال، بعض کو تین اور چار سال گزر چکے ہیں۔ کیا ہمارے اوپر رمضان کے ماہ میں مسافر کے روزے کا اطلاق ہو گا۔

جواب : اس مسئلہ میں اہل علم، جمہور علمائے کرام کا اختلاف ہے اور چاروں ائمہ کرام کا کہنا ہے کہ ایسے لوگوں پر مقیم کا اطلاق ہو گا۔ یعنی روزے رکھیں گے، نمازوں میں قصر نہیں کریں گے۔ جرابوں اور موزوں پر تین دن مسح نہیں کریں گے بلکہ ایک دن اور رات کا مسح کر سکتے ہیں۔

مگر بعض علمائے کرام اور اہل علم کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر مسافر کے احکام نافذ ہوں گے۔ اس گروہ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کے مایہ ناز شاگرد ابن القیم رحمہ اللہ شامل ہیں۔ ان کی دلیل قرآن و سنت کی ظاہری نصوص ہیں جن میں واضح طور پر سفر کی مدت معین نہیں کی گئی ہے۔

کتب میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آذربیجان میں چھ ماہ قیام فرمایا اور وہ اس دوران قصر نماز ادا کرتے رہے۔ یہ اس

مسئلہ میں واضح دلیل ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کے دل و دماغ میں کوئی خلش ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ جمہور کے قول کے مطابق پوری نماز ادا کرے۔ روزے مقیم کی طرح رکھے۔ میرے نزدیک اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نزدیک یہی بہتر ہے۔

سوال : میں فجر کے وقت جاگا۔ میرے خیال میں تھا کہ ابھی رات باقی ہے۔ میں سحری کے لئے اٹھا' اسی اثنا میں اذان فجر کی آواز آئی میں نے جلدی سے لقمہ کھایا اور روزہ کی نیت کی تو کیا میرا روزہ صحیح ہے۔

جواب : آپ کا روزہ صحیح ہے۔ کیونکہ آپ نے فجر کے طلوع ہونے کے بعد کچھ نہیں کھایا۔

سوال : وصال کا روزہ کیسا ہے اور کیا یہ سنت ہے۔ (وصال عربی اصطلاح میں ایک روزے کو دوسرے روزے کے ساتھ ملانے کو کہتے ہیں)۔

جواب : دو روزوں کو آپس میں اس طرح ملانا کہ انسان روزہ افطار نہ کرے اور مسلسل روزے سے رہے یعنی دو دن تک پورا روزہ رکھے کہ درمیان میں افطار نہ کرے۔ اس طرح کے روزے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا کہ:

«مَنْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ إِلَى السَّحَرِ»

جو شخص روزے کو ملانا چاہے تو سحری تک ملالے۔

سحری تک روزے کو ملانا اس کی اجازت ضرور ہے کہ یہ جائز ہے۔ مگر اس کی فضیلت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے افطار میں جلدی کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد ہوا

«لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ»

لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

اب صرف اس بات کی رخصت دی گئی ہے کہ آدمی سحری تک روزے کو ملا سکتا ہے۔ جب آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ بھی تو روزے کو ملاتے ہیں تو جواب میں ارشاد ہوا:

«إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ»

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔

سوال : اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "سحری کھایا کرو کہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔ سوال یہ ہے کہ سحری کی برکت سے کیا مراد ہے۔

جواب : سحری کی برکت سے مراد شرعی برکت اور بدنی برکت دونوں شامل ہیں۔ شرعی برکت یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم کو ماننا اور ان کی اقتدا کرنا۔ جہاں تک بدنی برکت کا تعلق ہے تو

اس سے مراد بدن کو خوراک پہنچانا ہے جس سے روزہ کی حالت میں قوت ملتی رہے گی۔

سوال : روزہ کی حالت میں بھول کر کھانے پینے کا کیا حکم ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو دیکھیں جو روزہ کی حالت میں کھا پی رہا ہے تو کیا اس کو یاد دلائیں کہ وہ روزے سے ہے۔

جواب : جو شخص بھول چوک کر روزہ کی حالت میں کھا پی لے تو اس کا روزہ درست ہے۔ لیکن جب اس کو روزہ یاد آجائے فورا کھانا بند کر دے اور جو لقمہ یا پانی کا گھونٹ اس کے منہ میں ہو اس کو باہر نکال دے۔

اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ»

جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے اس کو چاہیئے کہ روزہ کو مکمل کرے (افطار نہ کرے) اس لئے کہ اس کو اللہ تعالٰی نے کھلایا اور پلایا ہے۔

بھول چوک اللہ تعالٰی کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہے۔ آدمی دعا کرتا ہے۔

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا﴾
اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمیں نہ پکڑ۔

ہاں جو شخص روزہ دار کو کھاتے پیتے دیکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو یاد دلائے کہ تم روزے سے ہو۔ کیونکہ یہ ایک منکر کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد مبارک ہے۔

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ»

تم میں سے جو کسی منکر کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اس غلط کام کو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر وہ ہاتھ سے روکنے سے طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہیں تو اپنے دل سے برا جانے۔

بلاشبہ رمضان کے ماہ میں اگر کوئی کھاتا اور پیتا ہے تو یہ منکر ہے۔ لیکن چونکہ وہ شخص بھول چوک کر کھا رہا ہے تو اس کے لئے معافی ہے اور اس پر مواخذہ بھی نہیں ہے۔ مگر جو شخص اس کو دیکھے تو اس کو نہ روکنے کا کوئی عذر نہیں ہے۔

سوال : کیا شوال کے چھ روزے رمضان کے قضا روزوں سے پہلے

رکھنا جائز ہیں۔ اور کیا شوال میں پیر کے دن کا روزہ رمضان کے قضا شدہ روزوں کی نیت سے اور پیر کے دن کے روزے کے ثواب کی نیت سے رکھا جا سکتا ہے۔

جواب : شوال کے چھ روزوں کا ثواب اسی صورت میں ملے گا جب آدمی نے رمضان کے روزے پورے رکھ لئے ہوں۔ جس شخص پر رمضان کے روزوں کی قضا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کو پورا کرے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

جو کوئی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے۔ تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

چنانچہ اس دلیل کی بنا پر ہم کہتے ہیں جس پر رمضان کے قضا روزے ہیں پہلے وہ پورے کرے اور بعد ازاں شوال کے چھ روزے رکھے اور اگر اتفاق سے شوال کے چھ روزے رکھتے ہوئے پیر اور جمعرات کا دن آ جاتا ہے تو وہ دونوں طرح کا ثواب حاصل کر لے گا (یعنی شوال کے روزوں کا اور پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا بھی) اس

لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی حدیث مبارک ہے:

«إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوَی»

اعمال کی قبولیت کا انحصار نیتوں پر ہے۔ اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

سوال : روزہ کی حالت میں انجکشن لینے اور ٹیکہ لگانے سے کیا روزہ پر اثر پڑتا ہے۔

جواب : علاج کی غرض سے ٹیکوں کی دو اقسام ہیں۔ ایک کا مقصد آدمی کو غذائیت فراہم کرنا کہ اس سے آدمی کو کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے روزہ توڑ دیا ہے اس لئے کہ شرع میں اگر کوئی ایسی نص مل جائے یا کوئی ایسا حکم ہو جس کا اطلاق اس پر ہو جاتا ہو تو اس پر اسی نص کا اطلاق ہو گا۔

دوسری قسم کا وہ ٹیکہ ہوتا ہے جس سے آدمی کو غذائیت نہیں ملتی ہے اور ٹیکہ لگنے کے باوجود اس کی بھوک اور پیاس میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ ایسا نص سے ثابت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس سے اس کو کوئی غذائیت ملی ہے۔ بنیادی طور پر روزہ کو صحیح سمجھا جائے گا جب تک دلیل شرعی سے روزہ کو فاسد کرنے والی کوئی چیز ثابت نہ ہو جائے۔

سوال : میرا چھوٹا بیٹا رمضان کے روزے رکھنے پر مصر ہے۔ جب کہ اس کی چھوٹی عمر کی وجہ سے روزہ اس کی صحت کے لئے مضر ہے۔ تو کیا ہم اس پر سختی کر سکتے ہیں کہ وہ روزہ نہ رکھے۔

جواب : بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس پر روزہ فرض نہیں ہے لیکن اگر وہ بغیر مشقت کے روزہ رکھ سکتا ہے تو اس سے روزہ رکھوانا چاہیئے۔ صحابہ کرام کے بچے روزہ رکھا کرتے تھے۔ حتی کہ اگر چھوٹا بچہ روزہ کی مشقت کی وجہ سے روتا تو اس کو کوئی کھلونا وغیرہ دے دیا جاتا تاکہ وہ بہل جائے۔ لیکن اگر اس بات کا ثبوت مل جائے کہ روزہ بچے کی صحت کے لئے مضر ہے تو پھر اس کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچوں کو مال و دولت دینے سے منع فرمایا ہے تاکہ ان میں فساد پیدا نہ ہو' تو جسم کی تکلیف تو زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ تاہم اس بچے کو زیادہ سختی کے ساتھ نہیں بلکہ حکمت عملی کے ساتھ منع کیا جائے۔

سوال : کیا کسی دوا کے ساتھ غرارے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب : اگر اس دوا کو نگلا نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا مگر ایسا صرف ضرورت کے وقت ہی کرنا چاہیئے تاہم اگر دوا کا کوئی حصہ پیٹ میں داخل نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال : کیا ایسے شخص کا روزہ درست ہے جس نے رمضان المبارک میں جھوٹی گواہی دی ہو۔

جواب : جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس کی تعریف یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے معاملہ کے بارے میں گواہی دے جو اس کو معلوم نہیں ہے یا اسے معلوم ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں یہ معاملہ اس کے خلاف ہے مگر یہ گواہی روزہ کو نہیں توڑتی البتہ اس کے ثواب کو کم کر دیتی ہے۔

سوال : کیا روزہ میں کوئی معاشرتی فائدہ بھی ہے۔

جواب : جی ہاں روزہ سے متعدد معاشرتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں میں ایک امت کے افراد ہونے کا احساس بیدار ہوتا ہے۔ چونکہ وہ ایک ہی وقت میں کھاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں روزہ رکھتے ہیں اور دولتمند اللہ کی نعمتوں کو محسوس کرتا ہے اور محتاج افراد سے ہمدردی کرتا ہے۔ روزہ رکھنے کے عمل کے باعث آدمی کے لئے شیطان کے بہلاوے کم ہو جاتے ہین اور روزہ معاشرہ کے افراد میں تقوی پیدا کرنے کا باعث ہے اور اس سے لوگوں کے آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔

سوال : وہ کون سا سفر ہے جس میں روزہ چھوڑا جا سکتا ہے؟

جواب : ایسا سفر جس کے باعث روزہ چھوڑنا اور نماز قصر کرنا درست ہے وہ کم از کم تقریبا ۸۳ کلو میٹر ہونا چاہیئے۔جب کہ بعض علماء کی رائے میں مسافت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ ہر وہ سفر جو لوگوں کے ہاں سفر

سمجھا جاتا ہے اس حکم میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب تین فرسخ (نو میل قریبا) لمبا سفر اختیار فرماتے تو نماز قصر فرماتے۔ مگر کسی حرام کام کے لئے کئے گئے سفر میں نماز قصر کرنا یا روزہ چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا سفر کسی شرعی عمل میں رخصت حاصل کرنے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ البتہ بعض علماء عام دلائل کی بنا پر جائز اور ناجائز سفر میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ (واللہ اعلم)

سوال : ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں سورج رات ساڑھے نو یا دس بجے سے قبل غروب نہیں ہوتا تو ہم روزہ کس وقت افطار کریں۔

جواب : آپ پر لازم ہے کہ آپ سورج کے غروب ہونے پر ہی افطار کریں کیونکہ جب تک چوبیس گھنٹہ میں آپ کے ہاں دن سے رات یا رات سے دن ہوتا ہے تو پھر دن بھر روزہ رکھنا آپ پر واجب ہے چاہے یہ دن کتنا ہی لمبا ہو۔

سوال : میرے والد نے ۲۱ رمضان کو روزہ چھوڑ دیا تھا جب کہ وہ مریض تھے اور نو شوال کو اسپتال میں وفات پا گئے تو ان کے رہ جانے والے روزوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

جواب : جب کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے شفا کی امید نہ ہو تو ایسے مریض کی طرف سے ہر دن کے روزہ کے عوض ایک

مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا لیکن اگر مرض ایسا ہو جس سے شفا کی امید تو ہو مگر رمضان گذرنے کے بعد مرض میں اضافہ ہو جائے یہاں تک کہ مریض فوت ہو جائے جیسا کہ آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اس کے ذمے کوئی چیز نہیں ہے اس لئے کہ متوفی پر قضا واجب تھی مگر وہ اس کا موقع نہ پا سکا۔

سوال : بعض مسلمان علماء ایسے مسلمان فرد کو عیب دار بتاتے ہیں جو روزہ رکھتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا۔ حالانکہ نماز کا روزے میں کیا دخل ہے جب کہ میں روزہ رکھ کر جنت میں باب الریان کے ذریعے داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہونا چاہتا ہوں اور یہ بات معلوم ہے کہ روزہ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے کفارے کا سبب ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔ اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

جواب : وہ لوگ جو آپ پر نماز نہ پڑھنے اور روزہ رکھنے کے باعث گرفت کرتے ہیں حق پر ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ اور اسلام اس کے بغیر قائم نہیں ہوتا اور نماز کو قصدا چھوڑ دینے والا شخص کافر ہے۔ اور دینِ اسلام سے خارج ہے اور کافر کا روزہ ' صدقہ حج یا کوئی بھی نیک عمل اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۵۴ میں فرمایا ہے کہ :

﴿ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَـٰتُهُمْ إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوا۟

بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَوٰةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ﴾

ان لوگوں کے صدقات محض اس وجہ سے قبول نہ کئے گئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نہیں آتے نماز کے لئے مگر سستی کے ساتھ اور نہیں خرچ کرتے مگر دل کی کراہت کے ساتھ۔

چنانچہ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جب آپ روزہ رکھتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے تو آپ کا روزہ درست نہیں ہے اور یہ آپ کو نہ اللہ کے ہاں فائدہ دے گا اور نہ ہی اللہ سے قریب کرے گا جہاں تک آپ کا یہ خیال ہے کہ روزہ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ اس حدیث کو نہیں جانتے جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے کہ «الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ»

پانچ نمازیں، ایک جمعہ کے بعد دوسرا جمعہ ادا کرنا اور ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا ان کی درمیانی مدت میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے مٹنے کو اس چیز سے مشروط کیا ہے کہ اس دوران آدمی کبیرہ گناہوں سے باز رہے مگر جب آپ روزہ رکھتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے تو آپ کبیرہ گناہوں سے نہیں بچ رہے۔ آپ غور کریں کہ نماز چھوڑنے سے بڑھ کر کون سا کبیرہ گناہ ہے بلکہ نماز چھوڑنا تو عین کفر ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نماز چھوڑنے سے بڑھ کر کون سا کبیرہ گناہ ہے بلکہ نماز چھوڑنا تو عین کفر ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ روزہ آپ کے گناہوں کا کفارہ بن سکے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ نماز چھوڑنا کفر ہے اور آپ کا روزہ قبول نہیں ہے۔ پس اے میرے بھائی تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کی طرف رجوع کرو سچی توبہ کرو اور وہ نماز جو اللہ نے تم پر فرض کی ہے اس کی ادائیگی کا اہتمام کرو پھر اس کے بعد روزہ رکھو اسی لئے جب نبی صلی اللہ علیہ و سلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ان سے فرمایا کہ :

«لَيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيهِ: شَهَادَةَ أَنْ لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيهِمْ خَمسَ صَلَوَاتٍ بِكُلِّ يَومٍ وَلَيلَةٍ»

سب سے پہلے تمہیں لوگوں کو توحید الٰہی اور میری رسالت کے

اقرار کی طرف دعوت دینا ہے۔ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

اس طرح آپ نے کلمہ شہادت کے بعد نماز کو رکھا پھر اس کے بعد زکوۃ کا ذکر فرمایا۔

سوال : کیا روزہ کی حالت میں بالوں کو مہندی لگانے سے روزہ اور نماز ٹوٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مہندی کا لگانا روزہ کو توڑ دیتا ہے۔

جواب : روزہ کی حالت میں بالوں کو مہندی لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی سرمہ لگانے سے۔ کانوں میں دوائی ڈالنے آنکھوں میں دوائی ڈالنے سے روزہ پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ ان تمام امور سے نہ تو روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اس کو کوئی نقصان ہوتا ہے۔

جہاں تک نماز کے دوران مہندی لگانے کا تعلق ہے تو میں نہیں جانتا کہ یہ سوال کیسا ہے کہ جب عورت نماز کی حالت میں ہو تو پھر مہندی لگانا کیسے؟ شاید سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا مہندی لگانے کے بعد وضو صحیح ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ مہندی لگانے کے بعد (سر کو دھو لینے کے بعد) بھی وضو درست ہے۔ اس لئے کہ یہ کوئی پردہ نہیں ہے جو پانی کو بالوں تک پہنچانے میں حائل ہو۔ یہ تو محض ایک

رنگ ہے۔ جو چیز وضو پر اثر انداز ہوتی ہے جو پانی کو جسم تک پہنچانے سے روک دے تو اس کو یقیناً دور کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وضو درست ہو۔

سوال : مجھے مرگی کا مرض لاحق ہے۔ جس وجہ سے میں رمضان شریف کے روزے نہیں رکھ سکتا۔ مجھے دن میں تین مرتبہ دوائی استعمال کرنا ہوتی ہے۔ میں نے دو دن روزہ رکھا مگر اس کو پورا نہیں کر سکا۔ میں ریٹائرڈ ہوں اور مجھے بطور پینشن محض ۸۳ دینار ماہوار ملتے ہیں۔ میری بیوی بھی ہے اور پینشن کے علاوہ میرا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ ان حالات میں شرع کا میرے بارے میں کیا حکم ہے کہ اگر میں رمضان کے ماہ میں تیس مسکینوں کو کھانا نہ کھلا سکوں تو وہ کتنی رقم ہے جو میں نے ادا کرنی ہے؟

جواب : آپ نے جس مرض کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ کسی دن انشاء اللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ آپ صحت یاب ہو جائیں۔ پھر آپ روزہ رکھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

﴿ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾

اور جو کوئی مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو اس کو چاہیے کہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے (یعنی اس دوران جتنے

روزے چھوٹے ہیں ان کو رکھ لے)

لیکن اگر یہ مرض مستقل ہے جس کی صحت یابی کی امید نہیں ہے۔ تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ ایک روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور ایسا کرنا جائز ہے کہ ایک دن دوپہر یا شام کا کھانا بنائیں اور رمضان کے دنوں کے برابر مساکین کو بلائیں اور کھانا کھلا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص اتنی طاقت۔ اللہ کے فضل سے۔ نہیں رکھتا اور اگر آپ ایک ہی مرتبہ ایک ماہ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں تو آپ ان میں سے بعض کو اس ماہ میں کھانا کھلا دیں اور بعض کو دوسرے مہینوں میں حسب استطاعت کھلا دیں۔

سوال : کیا میرے لئے زکوۃ اور صدقۃ الفطر کا مال اپنے ان بہن بھائیوں کو دینا جائز ہے جو ابھی کماتے نہیں ہیں جن کی تربیت میری والدہ' میرے والد کی وفات کے بعد کرتی ہیں۔ اور کیا اپنے ان بہن بھائیوں کو زکوۃ دینا جائز ہے جو چھوٹے تو نہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس مال کے محتاج ہیں اور غالبا ان کی ضرورت ان لوگوں سے زیادہ ہے' جن کو زکوۃ میں دیتا ہوں۔

جواب : اپنے عزیز و اقارب کو زکوۃ دینا افضل اور بہتر ہے۔ بجائے ان لوگوں کے جو آپ کے رشتہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ اپنے قریبی پر

صدقہ کرنا (دوہرا اجر ہے) صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ لیکن اگر ایسے عزیز ہیں جن پر خرچ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے تو ان کو زکوۃ نہیں دی جا سکتی۔ اور اگر تو ان کو اس وجہ سے زکوۃ دے کہ جو پہلے ان پر خرچ کر رہا ہے اس میں کمی ہو جائے گی تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر یہ بہن بھائی جن کا آپ نے ذکر کیا ہے حاجت مند ہیں اور آپ کے مال میں اتنی گنجائش نہیں کہ آپ زکوۃ کے علاوہ ان کی مدد کر سکیں تو ان کو زکوۃ دے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر ان پر قرض ہو تو آپ زکوۃ سے ان کا قرض ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک رشتہ دار اس بات کا پابند نہیں کہ وہ دوسرے رشتہ داروں کا قرض ادا کرے تو زکوۃ کے پیسے سے قرض ادا کر دینا جائز ہے۔ حتی کہ اگر آپ کے باپ یا بیٹے پر قرضہ ہو تو آپ کے لئے جائز ہے کہ آپ اپنی زکوۃ سے اس کی ادائیگی کر دیں بشرطیکہ یہ قرض انہوں نے اپنا وہ نان نفقہ پورا کرنے کے لئے نہ لیا ہو جو آپ پر واجب تھا۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ آپ کے لئے قرض نان نفقہ کی ادائیگی سے بچنے کا ایک حیلہ بن جائے گا۔ واللہ اعلم

## الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین حفظہ اللہ

سوال : ایک خاتون جو دل کے بعض امراض اور شوگر کے مرض میں مبتلا ہے اور ڈاکٹروں نے اس کو روزہ نہ رکھنے کی ہدایت کی ہے اس لئے کہ روزہ رکھنے کے باعث اس کی صحت کو اور زیادہ نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ خاتون گذشتہ سال روزے رکھتی رہی ہے اور اس سال بھی روزے رکھ رہی ہے مگر وہ روزہ رکھنے کے بعد دن بھر سوتی ہے۔ صرف نمازوں کے اوقات میں بستر سے اٹھتی ہے اور نماز پڑھ کر پھر سو جاتی ہے اگر وہ ایسا کرے (دن بھر سوتی رہے) تو اس کی بیماری میں اضافے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی تو کیا اس حال میں اس کا روزہ رکھنا درست ہے؟

یہ خیال رہے کہ پچھلے سال اس خاتون نے تمام روزے رکھے تھے اور ماہواری کے پانچ ایام کے دوران اس نے روزہ نہیں رکھا مگر بعد میں ان کا کفارہ ادا کر دیا تھا۔

جواب : ایسی صورت میں جب کہ کسی مریض کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہو یا روزہ اس کی بیماری میں اضافے کا یا شفا میں تاخیر کا سبب بن

سکتا ہو تو مریض کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز ہے بلکہ اس حالت میں اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ :

﴿ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾

جو کوئی تم میں سے (اے مسلمانو) بیمار ہو جائے یا سفر کی حالت میں ہو تو (چھوٹے ہوئے روزوں کی) گنتی دوسرے دنوں میں (روزے رکھ کر) پوری کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہیں تنگی میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔

چنانچہ اگر اس بیماری کو جاننے والے دو مسلمان ڈاکٹر (یا حکیم) یہ رائے دے دیں کہ اس مرض کی حالت میں روزہ رکھنا مریض کے لئے نقصان کا باعث ہو گا تو مریض کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ لیکن اگر مریض یا مریضہ آرام کر کے یا سو کر روزہ برداشت کر سکتا ہو جیسا کہ مذکورہ خاتون کرتی ہے تو چونکہ اس طرح روزہ رکھنے سے اس کے مرض کی علامات میں اضافہ نہیں ہوتا اس لئے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ ہاں اگر اس خاتون کے روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کی بیماری کے جاری رہنے

یا اس میں اضافہ کا خدشہ ہو تو اس صورت میں اس کو روزہ چھوڑ دینا چاہئے۔ اور اللہ کی عطا کردہ رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ بعد میں اگر وہ روزوں کی قضا کی طاقت رکھتی ہو تو ایسے دنوں میں جب اس کی بیماری میں کمی واقع ہو جائے یا سردی کے موسم کے چھوٹے دن ہوں تو اس کو چھوڑے ہوئے روزے رکھنے چاہئیں اگر وہ خود روزے نہ رکھ سکے تو اس کی طرف سے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک مد (تقریباً ۶۰۰ گرام) گیہوں یا آدھا صاع (تقریباً سوا کلو گرام) کھجوریں کفارے کے طور پر دی جائیں گی۔ اور یہی کفارہ ان ایام کے روزوں کا بھی دیا جائے گا جو اس نے حیض کے دنوں میں پچھلے سال چھوڑ دیئے تھے۔

سوال : کیا مغرب کی اذان ہوتے ہی افطار کرنا ضروری ہے یا اس میں کچھ تاخیر کر لینا بھی جائز ہے۔ چونکہ میں اپنی ڈیوٹی سے نماز مغرب کی ادائیگی کے تقریباً نصف گھنٹہ بعد ہی گھر جا سکتا ہوں۔

جواب : حدیث پاک میں آیا ہے کہ :

«أَنَّ أَحَبَّ عِبَادِ اللهِ إِلَيْهِ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا، وَأَنَّ الأُمَّةَ لَاتَزَالُ بِخَيْرٍ مَاعَجَّلُوا الْفِطْرَ وَأَخَّرُوا السَّحُوْرَ»

اللہ کے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے

ہیں اور امت مسلمہ اس وقت تک بھلائی کی حالت میں رہے گی جب تک وہ افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتی رہے گی۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت یہ ہے کہ افطاری نماز مغرب کی ادائیگی سے پہلے اذان کے پہلے کلمے کے ساتھ ہی کرلی جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے کا یقین حاصل کرلیا جائے۔ اس پر دلیل نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی یہ حدیث ہے کہ :

«إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ»

جب رات اس طرف سے آجائے اور دن اس طرف ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے تب روزے دار کو روزہ افطار کرلینا چاہیے۔

ہاں مگر بادل وغیرہ کے باعث سورج کے غروب ہونے میں شک ہو یا کھانے کے انتظار کا عذر ہو یا کوئی بہت ضروری کام ہو' یا آدمی مسلسل چلنے کی حالت میں ہو تو افطاری میں تاخیر کرنا جائز ہے۔

سوال : نوجوان لڑکی پر روزہ کب فرض ہوتا ہے؟

جواب : ایک لڑکی پر روزہ اس وقت فرض ہو جاتا ہے جب وہ

سمجھ داری کی عمر کو پہنچ جائے۔ اور پندرہ برس کی عمر مکمل ہونے پر وہ جوان ہو جائے یا شرمگاہ کے گرد سخت بال اگ آئیں۔ یا منی خارج ہونے لگ جائے یا حیض آنا شروع ہو جائے یا اس کو (اگر وہ شادی شدہ ہے) حمل ہو جائے' اگر ان نشانیوں میں سے کچھ بھی ظاہر ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ دس برس ہی کی لڑکی کیوں نہ ہو اکثر لڑکیوں کو دس گیارہ برس کی عمر ہی میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے مگر اس کے گھر والے اس کو کم عمر سمجھ کر اس سے روزہ رکھوانے میں سستی کرتے ہیں اور یہ غلطی ہے کیونکہ لڑکی کو جب حیض آجاتا ہے تو وہ عورتوں کے درجہ میں شمار ہوتی ہے۔ اور اس پر احکام شرعی کا اجرا ہو جاتا ہے۔

سوال : اگر ایک عورت کے ہاں رمضان المبارک کے شروع ہونے سے ایک ہفتہ پہلے بچہ پیدا ہوا اور وہ چالیس دن کی مدت پوری کرنے سے قبل ہی پاک ہو گئی تو کیا اس صورت میں رمضان المبارک کے بقیہ ایام کے روزے اس پر فرض ہوں گے۔

جواب : جی ہاں! جب بچے والی عورت (بچے کی ولادت کے بعد) پاک ہو جائے اور پاکیزگی کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں جو کہ کپڑے کی سفیدی سے ظاہر ہوں گی یا جب مکمل طور پر خون ختم ہو جائے تو عورت روزہ بھی رکھے گی اور نماز بھی پڑھے گی اگرچہ یہ پاکیزگی بچے کی پیدائش

کے ایک دن بعد یا ایک ہفتہ بعد ہی حاصل ہو جائے۔ اس لئے پاکیزگی حاصل ہونے کی کم از کم مدت مقرر نہیں ہے۔ بعض عورتیں ایسی ہیں جو ولادت کے بعد بالکل خون کا اخراج محسوس نہیں کرتیں۔ اور شریعت میں چالیس دن کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اگر خون چالیس دن کے بعد بھی آتا رہے تو اس کے باعث عورت روزہ اور نماز چھوڑ سکتی ہے۔

سوال : مجھے شدید پیاس لگتی ہے اس لئے جب کبھی پورے دن کا روزہ نہ رکھ سکوں اور روزہ نبھانے کی طاقت ختم ہو جانے پر غروب آفتاب سے قبل ہی افطار کر لیا ہو تو اس صورت میں اس کی قضا کیسے پوری ہو گی؟

جواب : یہ پیاس کی شدت کسی بیماری یا حمل کے باعث ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی دوسرے عذروں کی طرح ایک عذر شمار ہو گا اور اس کے باعث روزہ چھوڑنا درست ہے لیکن عذر کی یہ حالت ختم ہوتے ہی اس کی قضا ضروری ہے۔ اگر یہ مرض وغیرہ کے سبب سے نہ ہو تو نہ یہ عذر ہو گا اور نہ ہی روزہ چھوڑنا درست ہو گا؟

لیکن انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے تمام ذرائع اختیار کرے جو اس کے روزے کو پورا کرنے اور اس سے عذر دور کرنے میں اس کی مدد کریں۔ مثلاً سحری تاخیر سے کھانا یا جسم کو آرام دینا اور سخت جسمانی محنت سے پرہیز کرنا، خصوصاً گرمی اور دھوپ میں کام کرنے سے

اجتناب کرنا اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ رمضان المبارک کی صبح اس حال میں کرے کہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہو اور اس روزے کو پورا کرنے کا مضبوط ارادہ رکھتا ہو اور اس روزے کو غروب آفتاب سے قبل افطار نہ کرے۔ ہاں اگر اس کو اپنی جان کا خوف ہو اور سخت تکلیف کی حالت کو پہنچ جائے تو پھر افطار کر سکتا ہے اور اگر طاقت ہو تو پھر روزے کو پورا کرے اور یہ جائز نہیں کہ آدھے دن یا دن کے کچھ حصے کے روزے پر اکتفا کرے کیوں کہ اس کو روزہ نہیں کہا جا سکتا۔

سوال : کم عمر لڑکے رلڑکی کے روزے کی درستگی کی کیا شرائط ہیں اور کیا یہ صحیح ہے کہ اس کے روزے کا ثواب اس کے والدین کو ملے گا؟

جواب : والدین کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں روزے رکھنے کا عادی بنائیں اگر وہ اس کی طاقت رکھتے ہوں اگرچہ ان کی عمر دس برس سے بھی کم ہو اور جب ان میں سے کوئی جوانی کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو روزہ رکھنے پر مجبور کریں اور اگر کوئی بچہ روزہ رکھے تو اس کے لئے بھی بڑوں کی طرح ان تمام چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو روزہ کو خراب کرنے والی ہوں جیسا کہ کسی چیز کا کھانا اور اسی طرح دوسری نقصان دینے والی چیزیں۔ جہاں تک اس روزے کے ثواب کا تعلق ہے تو ثواب بچے کو بھی ملے گا اور اس کے والدین کو بھی۔

سوال : ایسا روزہ دار جو مسافر ہو یا مقیم اور روزہ کے ناقابل برداشت ہو جانے پر اس کو سنت کے مطابق روزہ کھول لینا چاہئے یا سورج غروب ہو جانے کا انتظار کرنا چاہئے۔ نیز اگر روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا ایسی صورت میں اس کے لئے صرف نیت کے ذریعے افطار کرلینا کافی ہو گا۔

جواب : سفر کی حالت میں روزہ رکھنا جائز ہے اور یہ روزہ چھوڑنے سے بہتر ہے' جب کہ یہ تکلیف کا باعث نہ ہو۔

مگر ایسی تکلیف جو روزے دار کو اس کے کاموں سے روک دے اور وہ کسی دوسرے شخص سے مدد لینے پر مجبور ہو جائے تو علماء کی اکثریت کا فیصلہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں روزہ کھول دینا افضل ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے غزوہ فتح کے دوران کیا۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا یہاں تک کہ آپ کو بتایا گیا کہ لوگوں کے لئے روزہ نبھانا سخت مشکل ہو رہا ہے تو آپ نے روزہ کھول دیا اور صحابہ کرام کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی روزہ کھول دیں تاکہ ان کے اندر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے قوت پیدا ہو جائے۔

اگر کسی مسافر نے حالت سفر میں روزہ چھوڑ دیا اگرچہ وہ تکلیف کی حالت میں نہ بھی ہو تو یہ اس کے لئے جائز ہے اور اگر اس کو کھانے

پینے کی کوئی چیز نہ ملے تو صرف افطار کی نیت کر لینا ہی اس کے لئے کافی ہو گا لیکن ایسی حالت میں اس کو روزہ کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو سورج غروب ہونے پر کھانے پینے کی کوئی چیز حاصل نہیں کر سکا تو اس کے لئے محض افطار کی نیت کر لینا ہی کافی ہو گا اس طرح روزہ کی نیت ختم ہو جائے گی۔ اور وہ افطار کرنے والوں میں شامل ہو جائے گا پھر جب اس کو کھانے پینے کی کوئی چیز مل جائے، کھا لے۔ اور یہ خیال رہے کہ افطاری میں حتی الوسع جلدی کرے کیونکہ اللہ کے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے :

«لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَاعَجَّلُوا الْفِطْرَ»

لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔

سوال : اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جو رات کو روزہ کی نیت کر کے نہ سوئے۔

جواب : نیت برائے روزہ، دل کے ارادے کا نام ہے اور یہ ہر اس مسلمان کے لئے لازم ہے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے اس پر فرض کئے ہیں تو رات کو روزے کی نیت کر

لینا اس کے لئے اس فرض کو جان لینے اور اس کی پابندی کرنے کے لئے کافی ہے اور اس نیت کے ذریعے وہ اپنے نفس کو یہ بات بتلاتا ہے کہ تجھے کل کا روزہ رکھنا ہے بشرطیکہ کوئی عذر شرعی اس میں حائل نہ ہو جائے اور اس نیت کے ذریعے وہ سحری کھانے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے اور اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ روزے یا کسی بھی دوسری عبادت کی نیت کے لئے کچھ الفاظ ادا کئے جائیں کیونکہ نیت کا اصل مقام دل ہے اور اس نیت کو دن بھر بھی قائم رکھنا ضروری ہے کہ روزہ دار نہ تو اپنے روزے کو مقررہ وقت سے پہلے افطار کرے گا اور نہ ہی اس روزے کو توڑے گا۔

سوال : ایک امام مسجد جو لوگوں کو نماز تراویح پڑھاتا ہے اور ہر رکعت میں تقریباً قرآن پاک کے ایک صفحے کی تلاوت کرتا ہے جو قریباً پندرہ آیات ہوتی ہیں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امام لمبی قرات کرتا ہے جب کہ بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یہ مقدار مناسب ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز تراویح میں کس قدر تلاوت سنت مبارکہ سے ثابت ہے اور کیا کوئی حد مقرر ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے بیان کیا ہو اور اس حد سے تجاوز کرنے کو لمبی قرات کہا جا سکتا ہو؟

جواب : صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم

رمضان المبارک میں بھی اور اس کے علاوہ دنوں میں بھی رات کو گیارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مگر آپ قرات اور ارکان کو بہت لمبا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک رکعت میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہوئے پانچ پاروں سے زیادہ کی تلاوت فرمائی اور یہ بھی آپ کی سنت سے ثابت ہے کہ آپ نصف شب سے ذرا پہلے یا ذرا بعد' نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور فجر کے قریب ہونے تک نماز جاری رکھتے اس طرح آپ تقریباً پانچ گھنٹوں میں کبھی تیرہ رکعات پڑھتے تھے اور اس سے قرات اور ارکان کی طوالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو نماز تراویح پڑھنے کے لئے جمع کیا تھا اس وقت وہ بیس رکعات پڑھا کرتے تھے اور ہر رکعت میں تقریباً تیس متوسط طوالت کی آیات پڑھا کرتے تھے یعنی قرآن مجید کے چار یا پانچ صفحات کے برابر' تو وہ آٹھ رکعات میں پوری سورہ البقرہ پڑھ لیتے تھے۔

اگر انہوں نے اس کو بارہ رکعات میں پڑھا تو انہوں نے دیکھا کہ یہ قرات نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت کے مقابلے میں کم ہے۔ چنانچہ جب قرات کی مقدار کم ہوئی تو انہوں نے رکعات کی تعداد میں اضافہ کر لیا۔

بعض ائمہ کرام کے قول کے مطابق صحابہ کرام اکتالیس رکعات تک تراویح کی نماز پڑھتے تھے اور اگر کوئی ان میں سے گیارہ یا تیرہ رکعات پر اکتفا کرنا چاہتا تو وہ تلاوت کی مقدار میں اضافہ کر لیتا تھا اور ارکان نماز کو لمبا کرتا تھا بہر حال نماز تراویح کی رکعات کی کوئی تعداد معین نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ آپ اتنی دیر تک نماز پڑھیں جس میں اطمینان اور غور و فکر حاصل ہو جائے اور یہ تقریبا ایک گھنٹہ سے کم وقت نہیں ہونا چاہئے۔ تو جس شخص نے یہ کہا کہ ایسی نماز لمبی ہے اس نے سنت کی مخالفت کی اور اس کی بات پر توجہ نہ دی جائے۔

سوال : اگر کسی ایک ملک میں مسلمان رمضان المبارک کا چاند دیکھ لیں تو کیا اس کی بنا پر دوسرے ممالک میں روزہ رکھنا مسلمانوں پر واجب ہو گا؟

جواب : مختلف ملکوں میں چاند کے طلوع ہونے کے اوقات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں ہم شک نہیں کرتے اور اس اختلاف کی بنا پر علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ ہر ملک کے لوگوں کے لئے اسی ملک میں چاند کے نظر آنے کا اعتبار کیا جائے گا جب کہ مختلف ممالک میں نظام الاوقات کا فرق ظاہر ہو۔ اس پر دلیل کے طور پر وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب کا واقعہ بیان

کرتے ہیں جب وہ شام میں تھے تو رمضان المبارک شروع ہو گیا تو اہل شام نے جمعۃ المبارک کے دن روزہ رکھا مگر مدینہ منورہ میں ہفتہ کی رات کو ہی چاند دیکھا گیا۔ حضرت ابن عباس کو کریب نے خبر دی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور شام والوں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا تھا تو حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ ہم نے تو ہفتہ کے دن روزہ رکھا ہے اور ہم اس وقت تک روزے رکھتے رہیں گے جب تک کہ شوال کا چاند نہ دیکھ لیں۔ یا پھر ہم تیس روزے پورے نہ کر لیں۔ جیسا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ جن ممالک میں چاند دیکھا گیا اور جو ممالک ان سے آگے یعنی مغرب کی جانب ہوں ان سب پر روزہ رکھنا فرض ہو گا۔ اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جب کسی ایک ملک میں چاند دیکھا گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس سے بعد والے ممالک میں بھی چاند نظر آئے گا اس لئے کہ چاند سورج کے بعد غروب ہوتا ہے اور جیسے جیسے اس میں تاخیر ہو گی چاند سورج سے دور ہوتا چلا جائے گا اور زیادہ واضح اور ظاہر ہوتا چلا جائے گا پس مثال کے طور پر اگر بحرین میں چاند دیکھا گیا تو ان ممالک کے لوگوں پر بھی روزہ رکھنا واجب ہو جائے گا جو اس کے بعد ہیں جیسے کہ نجد' حجاز مصر اور مغرب مگر جو

ممالک بحرین سے پہلے واقع ہیں' مثلاً ہندوستان' سندھ اور ماوراء النہر کے ممالک (بالائی روس کے ممالک) ان ملکوں کے لوگوں پر روزہ واجب نہیں ہو گا۔

سوال : کیا کسی امام کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز تراویح میں ایک ہی سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھائے' چاہے وہ نماز ظہر کی طرح پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد کے لئے بیٹھے یا نہ بیٹھے۔

جواب : صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

«صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى»

رات کی نماز دو دو رکعات کی شکل میں پڑھی جائے۔

اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا چاہئے اور نماز تراویح میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ کرام سے بھی ایسا ہی عمل منقول ہے لیکن وہ قیام اور ارکان نماز کو لمبا کرتے تھے چنانچہ ہر چار رکعات کے بعد کچھ دیر آرام کرتے تھے اور اسی وجہ سے اس نماز کا نام انہوں نے تراویح رکھا۔ جہاں تک نماز وتر کا تعلق ہے تو اس کو تین پانچ یا سات لگاتار رکعات کی صورت میں ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ یہ صحیح حدیث میں

المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے۔ کسی بھی حالت میں نماز تہجد یا تراویح میں چار رکعات لگاتار پڑھنا جائز نہیں۔

سوال : ایک خاتون نے شرعی عذر کی بنا پر رمضان المبارک کے بعض ایام کے روزے چھوڑے مگر ان کی قضا سے پہلے ہی اس کو موت آگئی تو کیا اس پر کوئی گناہ باقی رہے گا اور اس گناہ کا کفارہ کیا ہو گا؟

جواب : اگر کسی انسان نے بیماری کے باعث روزے ترک کئے اور وہ بیماری رمضان المبارک کے بعد اس کی وفات تک جاری رہی تو اس کے وارثوں پر کوئی قضا یا کفارہ لازم نہیں ہو گا اس لئے کہ متوفی کو قضا کا موقع ہی نہیں ملا لیکن اگر وہ شفایاب ہو گیا اور اس کے بعد کچھ دن گذر گئے جن کے دوران اس کے لئے روزہ رکھنا ممکن تھا مگر اس سے سستی ہو گئی تو قضا جو اس کے ذمہ تھی وہ اس کے وارث ادا کریں گے اور ان روزوں کا کفارہ ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

سوال میں مذکورہ عورت کے معاملہ میں یہ ہو گا کہ اگر وہ رمضان المبارک کے بعد صحت مند تھی اور روزے رکھ سکتی تھی تو اس پر قضا لازم ہے اور اگر موقع نہیں پا سکی تو اس کے ذمے کوئی قضا نہیں اور نہ ہی کفارہ ہے کیونکہ اس نے روزے شرعی عذر کی بنا پر چھوڑے تھے۔

سوال : ایک شخص جو حالت سفر میں تھا اور اس کو سفر کی وجہ سے

روزہ چھوڑ دینے کی رخصت حاصل تھی مگر اس نے اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کر لیا تو کیا اس شخص پر اس فعل کا کوئی کفارہ ہو گا اور عورت کے اس گناہ کا کفارہ کس طرح ادا ہو گا باوجود اس کے کہ اس کو خاوند کی طرف سے اس فعل کے لئے مجبور کیا گیا تھا۔

جواب : میری رائے میں اس شخص پر کوئی کفارہ نہیں کیونکہ جب وہ حالت سفر میں تھا تو اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز تھا پس جب اس کے لئے دن کے وقت کھانا جائز تھا تو بیوی کے ساتھ جماع بھی جائز تھا اور اگر عورت روزہ دار تھی تو اس کے لئے بھی حالت سفر میں روزہ کھول لینا جائز تھا۔ خصوصا اس حال میں جب کہ وہ شوہر کی طرف سے مجبور کر دی گئی تو اس اعتبار سے اس پر بھی کوئی گناہ یا کفارہ نہیں ہے۔

سوال : میں ایک سترہ سالہ لڑکی ہوں اور میرا سوال یہ ہے کہ میں نے اپنی جوانی کے دو ابتدائی سالوں کے دوران رمضان المبارک کے جو روزے عذر کی بنا پر چھوڑے تھے ان کی قضا ابھی تک نہیں کر سکی' تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔

جواب : آپ پر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے اور ضروری ہے کہ جلد از جلد آپ قضا کریں چاہے وقفے وقفے سے کریں اور ہر روزے کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جو کہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور علماء کی اکثریت کی رائے کے مطابق یہ کفارہ اس

لیے ضروری ہے کہ قضا میں ایک سال سے زیادہ کی تاخیر کی گئی ہے۔

سوال : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رمضان المبارک میں دن کے وقت روزے کی حالت میں جان بوجھ کر منی خارج کرنے کا کفارہ کیا ہے جب کہ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک ناجائز کام ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس فعل پر کوئی کفارہ واجب ہے اور اگر کوئی کفارہ واجب ہو تو براہ کرم ذرا اہتمام سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب : چونکہ دانستہ طور پر منی خارج کرنا نہ رمضان المبارک میں اور نہ ہی دوسرے دنوں میں جائز ہے اور یہ فعل گناہ اور جرم شمار کیا جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ بندے کو معاف نہ کریں تو اس گناہ کا بوجھ اس کے ذمے رہے گا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ سچی توبہ کی جائے اور ایسی نیکیاں کی جائیں جو برائیوں کو مٹا دیں اور جب یہ فعل رمضان المبارک کے کسی دن میں کیا گیا ہو تو اس کا گناہ اور بھی زیادہ ہو گا تو اس کے مرتکب کے لئے ضروری ہے کہ وہ سچی توبہ کرے اور نیک اعمال کرے اور کثرت سے ایسے کام کرے جو اللہ سے قریب کرنے والے ہوں اور اللہ کی اطاعت پر مبنی ہوں اور نفس کو حرام شہوتوں سے روک کر رکھے اور ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کی جائے جس کو اس فعل کے ذریعے اس نے برباد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف فرماتا ہے۔

سوال : میں نے رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں وریدی انجکشن لگوایا تھا تو کیا اس دن کا روزہ صحیح شمار ہو گا یا مجھ پر اس کی قضا واجب ہے۔

جواب : اگر یہ انجکشن جسم کو غذا یا طاقت فراہم کرنے والا ہے تو یہ روزے کو توڑ دیتا ہے چاہے یہ ورید میں لگے یا جسم کے کسی اور حصے میں۔ البتہ اگر یہ انجکشن آرام دینے والا یا درد کو روکنے والا ہو تو یہ اور اس قسم کے دوسرے انجکشن روزے کو نہیں توڑتے۔

سوال : رمضان المبارک کے قیام کے دوران کون سی دعائیں قنوت کے طور پر پڑھی جائیں اور کیا نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا لازم ہے۔

جواب : وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے مگر لازم نہیں ہے بلکہ اس پر ہمیشگی کرنے کو اچھا نہیں سمجھا گیا تاکہ اس سے عام لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں۔ یہ دعائے قنوت رمضان المبارک میں اور سال کے دوسرے مہینوں میں وتر کے دوران صرف سنت کا درجہ رکھتی ہے۔ بعض علماء اس کو رمضان المبارک کے صرف آخری نصف میں ہی جائز سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ اس کو ہر روز نماز فجر میں پڑھنا چاہیے اور صحیح یہ ہے کہ اس کو مصیبتوں کے دوران ہی نماز فجر میں پڑھنا چاہیے۔ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ بعض دعائیں اس سلسلہ میں محفوظ کی گئی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے بعض کلمات سکھائے جن کو میں وتر میں دعائے قنوت کے طور پر پڑھتا ہوں' جو یہ ہیں۔

«اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَاقَدَّرْتَهُ وَقَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي بِالْحَقِّ، وَلَايُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَايَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

اے اللہ مجھے ان لوگوں کے زمرہ میں ہدایت عطا فرما جن کو تو نے ہدایت عطا فرمائی ہے اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں کی جماعت میں جن کو تو نے عافیت میں رکھا اور میری سرپرستی فرما ان لوگوں میں جن کی تو نے سرپرستی فرمائی اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما۔ اور مجھے ہر اس برائی سے بچا جس کو تو نے مقدر کیا۔ بے شک تو حق کے ساتھ فیصلہ فرمانے والا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا۔ وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کو تو دوست رکھے۔ اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند ہے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نماز وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لاَ أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ»

اے اللہ میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری ذات کی رحمت والی صفات کے ساتھ تیری (غضب والی صفات سے) پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو ایسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔

ان دونوں دعاؤں کو پانچ محدثین (ترمذی ' ابوداؤد ' نسائی ' ابن ماجہ اور امام احمد) نے روایت کیا ہے اور کوئی حرج نہیں اگر دنیا اور آخرت کی بھلائی والی بعض دوسری منقول دعائیں بھی ان کے ساتھ ملا لی جائیں۔

سوال : کیا میرے لئے جائز ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد ٹوتھ پیسٹ برش کے ساتھ استعمال کرلوں۔ اور اگر یہ جائز ہو تو کیا برش کے استعمال کے دوران نکلنے والے خون کے باعث روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب : روزہ رکھنے کے بعد دانتوں پر پانی ' مسواک یا برش استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں گو کہ بعض علماء نے روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کے استعمال کو مکروہ سمجھا ہے کیونکہ یہ روزہ دار کے منہ کی متغیر ہوا کو زائل کر دیتا ہے (جو اللہ کو بہت پسند ہے) مگر صحیح یہ ہے کہ مسواک کا استعمال دن کے پہلے اور آخری سبھی حصوں میں جائز ہے اور اس کا استعمال روزے دار کے منہ کی متغیر ہوا کو زائل نہیں کرتا بلکہ وہ تو صرف دانتوں کو اور منہ کو بو گندگی اور کھانے کے بچے ہوئے اجزا سے صاف کرتا ہے۔ جہاں تک ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کا سوال ہے تو اس کا مکروہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس میں ایک خاص بو اور ذائقہ ہوتا ہے جو بعض اوقات لعاب دھن میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کو نگلنے سے بچا نہیں جا سکتا تو جس شخص کے لئے اس کا استعمال ضروری ہو اس کو چاہئے کہ اس کو سحری کھانے کے بعد طلوع فجر سے پہلے استعمال کرے اور اگر دن کے وقت اس احتیاط کے ساتھ استعمال کر لے کہ لعاب دھن کو نگلنے سے بچ سکے تو ضرورت کے پیش نظر اس میں بھی کوئی حرج نہیں اگر برش کے استعمال کے دوران ' مسواک کرتے ہوئے یا وضو کرتے ہوئے دانتوں سے معمولی مقدار میں خون نکل آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال : کیا رمضان المبارک کے روزے کی حالت میں خون کا عطیہ دینا درست ہے' یا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب : جب کوئی شخص خون کا عطیہ دے اور اس کے جسم کا کافی سارا خون نکالا جائے تو اس عمل سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس کو پچھنے لگانے پر قیاس کیا جائے گا یہ کہ خون کی نالیوں سے کافی خون کسی مریض کو بچانے یا ناگہانی صورتوں کے لئے محفوظ کرنے کی خاطر نکالا جائے تاہم اگر قلیل مقدار میں خون نکالا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ لیبارٹریوں میں تجزیہ اور ٹسٹ وغیرہ کے لئے سرنج کے ذریعے خون کی کچھ مقدار نکالی جاتی ہے۔

سوال : کیا کھانا پکانے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ روزے کی حالت میں کھانے کی حالت جانچنے کے لئے اس میں سے چکھ لے؟

جواب : کھانا پکانے والے کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ زبان کے ایک کنارے کے ذریعے کھانے میں مٹھاس' نمک یا دوسرے ذائقے معلوم کرنے کے لئے تھوڑا سا چکھ لے مگر وہ اس میں سے کوئی چیز گلے سے نیچے نہ اترنے دے بلکہ وہ چکھی ہوئی چیز کو باہر نکال دے اور کلی کرے اس طریقے سے اس کے روزے کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

سوال : اگر کوئی عورت اذان فجر کے فوراً بعد حیض سے پاکیزگی حاصل کرلے تو کیا وہ اسی وقت سے کھانا پینا بند کر کے اس دن کا روزہ رکھ لے

یا اس پر اس دن کے روزے کی قضا واجب ہو گی؟

جواب : اگر اس کا خون طلوع فجر کے وقت یا اس سے ذرا قبل بند ہو گیا تو اس کا روزہ اس دن میں درست ہو گا اور فرض ادا ہو جائے گا اگرچہ وہ صبح ہونے کے بعد غسل کرے۔ تاہم اگر اس کا خون صبح ہونے کے بعد بند ہوا تو اس صورت میں اس کا کھانا پینا بند کرنا روزہ شمار نہ ہو گا بلکہ وہ رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد اس کو قضا کے طور پر رکھے گی۔

سوال : کیا شوال میں چھ دنوں کے روزے رکھنا ایک ضروری امر ہے اور کیا ان روزوں کے بغیر رمضان المبارک کے روزں کا ثواب مکمل نہیں ہوتا؟

جواب : شوال میں چھ روزے رکھنا سنت مبارکہ ہے اور اس سلسلہ میں کئی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان :

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

اس لئے علمائے کرام کی اکثریت نے اس کو مستحب (باعث

فضیلت) کہا ہے۔ اور کسی نے بھی اس عمل کو فرض نہیں کہا بلکہ یہ سنت ہے۔ چنانچہ جو شخص فضیلت کا طالب ہو' یہ روزے رکھے اور جو چاہے وہ چھوڑ بھی سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک سال رکھے اور دوسرے سال چھوڑ دے اور اس کے نہ کرنے سے رمضان المبارک کے روزوں کے اجر پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور شوال کے یہ روزے مہینہ کی ابتدا میں درمیان میں یا آخر میں رکھے جا سکتے ہیں۔

سوال : کسی بڑی عمر کے آدمی سے روزوں کا فرض کب ساقط ہو جاتا ہے۔

جواب : جب کوئی شخص بڑھاپے کی کمزوری کے باعث روزے رکھنے سے عاجز ہو جائے تو یہ فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو قران مجید کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کہ :

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾

وہ لوگ جو (فدیہ دینے کی) طاقت رکھتے ہوں (ہر روزے کے بدلے) ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

پس اگر وہ شخص ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ نہ اس کی عقل سلامت رہی اور نہ پہچاننے کی صلاحیت رہی تو صحیح نقطہ نظر یہ ہے کہ اس سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ اس حال میں ان میں شامل ہو گا جن

سے نامہ اعمال مرتب کرنے والا قلم اٹھا لیا جاتا ہے اس طرح وہ بچے سے بھی زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو روزہ رکھنے سے معافی مل جائے۔

سوال : خون کی وہ کون سی قسم ہے جس کے بہنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب : اس مسئلہ پر علمائے امت میں کوئی اختلاف نہیں کہ حیض کا خون جاری ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح نفاس کے خون سے بھی (بچے کی ولادت کے بعد) اگرچہ وہ تھوڑا سا ہو تو حیض والی اور نفاس والی عورت کا روزہ درست نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر خون کے بند ہو جانے سے پاکیزگی حاصل کر لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

«أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ»

سینگی لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ اس حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ چونکہ سینگی لگانے والے کو غالبا خون چوسنا پڑتا ہے جو اس کے لعاب دھن میں شامل ہو کر نگلا جا سکتا ہے یا پھر اس کا روزہ ٹوٹنے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ سینگی لگوانے والے کی ایسے کام میں مدد کرتا ہے جو روزے کی نفی کرتا ہے تو یہ جائز ہے کہ سینگی لگانے والے کو اس دن کے روزے کی

قضا کا حکم دیا جائے۔ جہاں تک سینگی لگوانے والے کا معاملہ ہے تو وہ چونکہ اپنے جسم سے بہت سا خون نکلواتا ہے اور یہ حیض کا خون نکلنے سے مشابہ معاملہ ہے بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے تو یہ روزے کو باطل کر دیتا ہے اور اسی حکم میں وہ شخص بھی آئے گا جس نے جان بوجھ کر فصد کے ذریعے یا نشتر کے ذریعے خون نکلوایا یا کسی مریض کو بچانے کے لئے زیادہ مقدار میں خون نکلوایا تو روزہ باطل ہو جائے گا مگر تھوڑی مقدار میں جو خون تجزیے یا مرض کی تشخیص وغیرہ کے لئے لیا جائے یا بغیر اختیار کے کسی زخم سے نکلے یا نکسیر کا خون جو خود بخود جاری ہو جائے یا کسی چوٹ کے لگ جانے سے' یا جلد کٹ جانے سے خون جاری ہو جائے' تو صحیح یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ اس میں انسان کا اختیار شامل نہیں۔

سوال : جو شخص شوال کے چھ روزے رکھنا چاہے کیا اس پر لازم ہے کہ وہ ان کو لگاتار رکھے یا ان کو متفرق دنوں میں مہینہ کے شروع ' درمیان یا آخر میں رکھ سکتا ہے؟

جواب : یہ چھ روزے سنت ہیں اور واجب نہیں ہیں مگر افضل یہ ہے کہ ان کو عید الفطر کے بعد لگاتار رکھا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی اس حدیث کے مطابق کہ :

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھے تو گویا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

مگر شوال کے مہینہ میں شروع میں درمیان میں یا آخر میں لگاتار یا متفرق ایام میں یہ روزے رکھنا جائز ہے یہ تمام صورتیں ان چھ روزوں کا مطلوبہ ثواب حاصل کرنے کے لئے ٹھیک ہیں اور اگر بیماری ' سفر یا نفاس کے خون کے باعث شوال کا مہینہ روزوں کے بغیر گذر گیا تو شوال کے بعد بھی یہ روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

سوال : کیا کسی شخص کا جنبی ہونے کی حالت میں روزہ رکھنا جائز ہے جب کہ جنابت کی یہ حالت پیدا ہونے میں اس کا ارادہ شامل نہ ہو؟

جواب : حدیث پاک میں ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ و سلم اپنی بیوی سے مجامعت کے بعد حالت جنابت میں فجر کو اٹھتے پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ چونکہ جنابت سے غسل کرنا نماز کی درستگی کے لئے ضروری ہے ' اس لئے واجب غسل کو نماز فجر کے وقت سے موخر کرنا جائز نہیں لیکن اگر کسی شخص پر نیند غالب آ گئی اور وہ حالت جنابت میں تھا اور وہ چاشت کے وقت کے قریب ہی بیدار ہو سکا تو وہ جس وقت بیدار ہو اسی وقت غسل کر کے نماز فجر ادا کرلے اور اپنے روزے کو جاری رکھے۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ دار دن کے وقت سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو وہ اٹھ کر غسل کرے اور نماز ظہر یا عصر جس کا وقت ہو ادا کرے اور

اپنے روزے کو پورا کرے۔

سوال : کیا رات کا قیام صرف رمضان المبارک ہی میں ہو گا یا سال کے تمام ایام میں ہو گا اور یہ قیام کس وقت شروع کیا جائے گا اور کس وقت ختم کیا جائے گا اور کیا یہ قیام صرف نماز ہی کے لئے ہو گا یا قرآن مجید کی تلاوت کے لئے بھی ہو گا؟

جواب : رات کا قیام نماز کے لئے اور تہجد کے لئے سنت ہے اور فضیلت والا کام ہے جس کی نبی صلی اللہ علیہ و سلم اور صحابہ کرام نے حفاظت فرمائی۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

﴿ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ ٱلَّيْلِ وَنِصْفَهُۥ وَثُلُثَهُۥ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ مَعَكَ ﴾

(اے ہمارے نبی) تیرا رب خوب جانتا ہے کہ تو رات کو دو تہائی کے قریب' اس کے نصف کے برابر یا ایک تہائی کے برابر قیام کرتا ہے جب کہ لوگوں کا ایک گروہ بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔

اور یہ ماہ رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور اس قیام کے لئے وقت عشاء اور فجر کے درمیان کا وقت ہے مگر رات کے آخری حصے میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے تاہم اگر کسی نے رات کے درمیانی حصے میں قیام کیا تو اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا مگر زیادہ بہتر یہ ہے کہ کچھ نیند کرنے کے بعد قیام ہو یا رات کے آخری نصف حصے میں ہو۔

سوال : کیا رمضان المبارک میں رہ جانے والے روزوں کی قضا کو سردی کے موسم تک موخر کیا جا سکتا ہے؟

جواب : رمضان المبارک میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا طاقت حاصل ہو جانے اور عذر شرعی کے دور ہو جانے کے فوراً بعد ضروری ہے اور ان میں تاخیر صرف اسی صورت میں جائز ہے جب بیماری، سفر یا موت کا امکان ہو۔ لیکن اگر کسی نے سردی کے موسم تک چھوٹے دنوں کی آمد تک تاخیر کر لی تو بہر حال یہ ادا ہو جائیں گے اور جو فرض اس کے ذمے تھا وہ ساقط ہو جائے گا۔

سوال : میں تیئیس برس کا نوجوان ہوں اور میرے والد نے مجھے پندرہ برس کی عمر ہی میں روزے رکھنے کی ترغیب دی اور میں اس وقت کبھی روزہ رکھ لیتا اور کبھی چھوڑ دیتا کیونکہ میں روزہ کے حقیقی مفہوم سے ناآشنا تھا لیکن بالغ اور زیادہ باشعور ہونے کے بعد میں نے ہر سال رمضان المبارک کے روزے رکھنے شروع کر دیئے اور الحمد للہ کسی رمضان میں بھی کوئی روزہ میں نے نہیں چھوڑا۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا گزرے ہوئے سالوں کے روزوں کی قضا میرے اوپر واجب ہے اور کتنی مدت کے روزے رکھنا میرے لئے ضروری ہے یہ خیال رہے کہ میں نے اٹھارہ برس کی عمر سے باقاعدہ روزے رکھنا شروع کئے تھے۔

جواب : جب انسان پندرہ برس کی عمر کو پہنچتا ہے تب اس پر دینی فرائض کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس عمر کو پہنچ جانا بالغ ہو جانے کی علامت ہے۔ پس یہ شخص جس نے بالغ ہونے کے بعد روزے رکھنے میں سستی کی ہے اس نے ایک فرض کو ترک کیا ہے۔ چنانچہ اس پر چھوٹے ہوئے ایام کی قضا واجب ہے جو اس نے ان تمام رمضان کے مہینوں کے دوران چھوڑے جو اس کی توبہ سے پہلے گزرے ہیں اور اس کا عذر اس بنا پر قبول نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس شرعی حکم سے ناواقف تھا لہٰذا اس پر تمام چھوڑے ہوئے دنوں کی قضا کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی ضروری ہے۔ اگر اس کو چھوڑے ہوئے روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو وہ احتیاط اور اندازے کے ساتھ روزے رکھ لے۔ یہاں تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ اس کے ذمے جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا ہے۔

سوال : میری شادی بالغ ہونے کے بعد جلد ہی ہو گئی تھی اور میں رمضان المبارک میں اذان فجر کے بعد روزہ رکھ لینے کے بعد دو دن اپنی بیوی سے ایک مرتبہ روزانہ جماع کرتا رہا جب کہ میری بیوی بھی اس فعل پر راضی تھی۔ براہ کرم مجھے آگاہ فرمائیں کہ مجھ پر اور میری بیوی پر کیا کفارہ لازم آتا ہے۔ خیال رہے کہ اس فعل کو کئے ہوئے پانچ برس

گذر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہزار مرتبہ جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب : آپ پر دو مذکورہ دنوں کے روزوں کی قضا لازم ہے اور آپ پر رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع کرنے کے باعث کفارہ بھی واجب ہے اور یہ ظہار کے کفارے کی طرح ہو گا جو سورۃ المجادلہ کے شروع میں مذکور ہے۔ (ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے متواتر روزے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا) اور تمہاری بیوی پر بھی یہ کفارہ لازم ہو گا کیونکہ وہ بھی اس فعل پر راضی تھی اور جانتی تھی کہ یہ عمل حرام ہے۔

سوال : ایک شخص جس نے رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی بیوی سے بوس و کنار کرتے ہوئے شہوت کی حالت میں اس کی رانوں میں مباشرت کی لیکن انزال نہیں ہوا بلکہ صرف مذی خارج ہوئی تو کیا اس فعل سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا' جب کہ وہ نہیں جانتا کہ کتنی مرتبہ وہ یہ فعل کر چکا ہے۔ یہ خیال رہے کہ اس فعل پر کئی برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ یعنی ایک رمضان گزرنے کے بعد دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ تو براہ کرم بتائیے کہ وہ شخص اب کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب : اگر کسی روزہ دار نے رمضان المبارک میں شرمگاہ کے علاوہ

کسی جگہ مباشرت کی اور منی یا مذی خارج کی تو اس پر صرف اسی دن کے روزے کی قضا ہے اگر وہ دنوں کی تعداد نہیں جانتا تو اس کو چاہئے کہ احتیاط سے اتنے دنوں کے روزے رکھ لے کہ اس کو اطمینان ہو جائے کہ اس کے ذمے جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا ہے۔ چونکہ اس پر کئی برس گزر گئے ہیں اور وہ شریعت کے حکم سے ناواقف تھا پس اس کے ذمے روزوں کی قضا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ روزے کے خراب ہونے کو جانتا تھا اور اس نے قضا کو سال یا اس سے زیادہ موخر کیا ہے تو اس کے ذمے ہر دن کے بدلے میں قضا کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی ہے۔

سوال : میری دادی تقریباً اسی سال کی ہے جو میرے ساتھ ہی رہتی ہے جب میری عمر ایک ماہ تھی اس وقت میرے والد صاحب وفات پا گئے تھے، الحمد للہ پھر میں بڑا ہوا اور میری شادی ہو گئی اب میں دونوں خاندانوں کی کفالت کرتا ہوں، اپنے گھر والوں کی اور والدہ اور دادی کی۔ تقدیر الہٰی سے میری دادی ایک مرض میں مبتلا ہوئی جس کے باعث اس کا جسم کمزور ہو گیا اور اب اس کی حالت یہ ہے کہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے اس کی نماز کے دوران بعض ایسے الفاظ سنے ہیں جنہیں پہلے وقتوں کے لوگ عادتاً اپنی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اس کو بعض دینی امور اور نماز سکھانے کی کوشش

کی مگر وہ نماز میں اپنی حالت درست نہیں کر سکی اب جب کہ میں اس کو نصیحت کرتا ہوا تھک چکا ہوں' آپ سے رجوع کر رہا ہوں۔

اور کیا اس کے روزوں کے بدلہ میں ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاؤں یا رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد ایک ہی مرتبہ مسکینوں کو کھانا کھلا دوں۔

جواب : اس عمر رسیدہ خاتون کے لئے اگر روزہ رکھنا باعث تکلیف ہو یا وہ بڑھاپے یا مرض کے باعث دن بھر روزہ مکمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تو اس کے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے اور تمام دنوں کا کھانا رمضان المبارک کی ابتدا ہی میں کھلا دینا درست ہے اور مہینہ کے آخر تک اس کو موخر کر لینا بھی جائز ہے اور اس کو متفرق مساکین یا مستحق گھرانوں میں تقسیم کر دینا بھی درست ہو گا۔ کفارہ کی مقدار کسی ملک کی عمومی خوراک کا نصف صاع (قریبا سوا کلو گرام) ہو گا جہاں تک اس کی یہ حالت ہے کہ وہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھتی اور وہ اپنی ان عادات کو تبدیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی جن پر وہ قرات یا افعال نماز کے سلسلہ میں قائم تھی تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اس لئے کہ وہ عمر کے اس حصے میں پہنچ چکی ہے کہ وہ نہیں سمجھتی کہ اس سے کیا کہا جا رہا ہے اس کے باوجود آپ کو چاہئے کہ آپ

مسلسل اس امید پر اس کو تعلیم دیتے رہیں اور مسائل سمجھاتے رہیں کہ شاید کسی وقت اس کی حالت بہتر ہو جائے۔

سوال : میری شادی بیس برس کی عمر میں ہو گئی تھی اور یہ شادی رمضان المبارک میں ہوئی تھی۔ میں ماہ صیام میں سحری کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ لیٹ کر اس سے بوس و کنار کرتا تھا جب کہ ہم رات کے سونے والے لباس میں ہوتے تھے اور کئی مرتبہ میرے جسم سے منی کی شکل کا مادہ خارج ہوا مگر میں نہیں جانتا کہ وہ منی تھی یا کچھ اور۔ غرضیکہ میں کئی دنوں تک اسی حالت میں رہا۔

چنانچہ جب میں نے مسئلہ پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ فعل ناجائز ہے اس کے بعد سے میں نے سحری کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ لیٹنا چھوڑ دیا مگر میرا ضمیر میرے اس عمل پر مجھے ملامت کرتا رہتا ہے۔ گذارش ہے کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیں کیا میرے اوپر کوئی کفارہ ہے یا مجھے کیا کرنا چاہئے۔

جواب : احتیاط کے نقطہ نظر سے ہماری یہ رائے ہے کہ آپ ان ایام کے روزے دوبارہ رکھیں، جن میں یہ بوس و کنار واقع ہوا اور آپ کے جسم سے مادہ خارج ہوا چاہے وہ منی تھی یا مذی، کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک ان دونوں کے اخراج سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ اس انزال

میں ارادہ اور اختیار شامل ہو۔ گو کہ مذی کے اخراج کے بارے میں علماء کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

جہاں تک گناہ اور کفارے کا سوال ہے تو انشاء اللہ آپ پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ شرعی حکم سے بے خبر تھے اور اسی طرح کوئی کفارہ بھی نہیں اس لئے کہ کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب کوئی شخص فرض روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کی شرمگاہ میں مجامعت کرے۔

سوال : سفر کی حالت میں روزہ رکھنا افضل ہے یا روزہ چھوڑ دینا افضل ہے؟

— جب میں نے کبھی بھول کر روزہ افطار کر لیا ہو تو کیا میں روزہ پورا کروں؟

— میں تالاب میں نہا رہا تھا کہ میرے منہ میں کچھ پانی چلا گیا۔ کیا اس دن کے روزے کی قضا میرے اوپر لازم ہے؟

جواب : سفر کی حالت میں روزہ رکھنا اور چھوڑ دینا دونوں درست ہیں۔ اور روزہ رکھنے یا چھوڑنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا لیکن اگر سفر کے دوران مشقت اور تھکاوٹ کا سامنا ہو تو پھر چھوڑ دینا افضل ہے۔ اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ﴾

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے سن آٹھ ہجری میں ایک مرتبہ روزہ رکھا ہوا تھا جب صحابہ نے آپ کو بتایا کہ روزہ نبھانا ان کے لئے سخت مشکل ہو رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اور آپ کے صحابہ نے روزہ کھول لیا تاکہ وہ دشمن کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے طاقت حاصل کر سکیں۔ اس لئے جب روزہ دار ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ وہ اپنے امور کی انجام دہی کے لئے کسی دوسرے شخص کی مدد حاصل کرنے پر مجبور ہو جائے تو اس وقت روزہ چھوڑ دینا افضل ہو گا جب تک کہ وہ حالت سفر میں رہے۔ اور اس پر اس حدیث کا اطلاق ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا موقع پر فرمایا تھا:

«ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الیَومَ بِالأَجْرِ»

آج کے دن روزہ کھول دینے والے ہی اجر لے جائیں گے۔

— حدیث پاک میں آیا ہے۔

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ»

جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس کو روزہ پورا کرنا چاہیئے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

چنانچہ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لیا اس کو روزہ مکمل کرنا چاہئے اور نہ تو اسے منقطع کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کے ذمہ کوئی قضا ہے۔ ہاں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ محتاط رہے اور اپنے روزے کو ایسی تمام چیزوں سے بچائے جو اس میں خلل ڈالنے والی یا اس کے ثواب میں کمی کردینے والی ہوں۔

— کسی ایسے امر کا پے در پے ہونا جائز نہیں' جس کے نتیجہ میں پانی منہ میں داخل ہو کر روزے کو باطل کردے۔ مثلاً کلی کرنے یا ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔ لیکن اگر کلی کرتے ہوئے یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے یا غسل کرتے ہوئے بغیر ارادہ کئے غفلت کے سبب یا زبردستی پانی منہ میں چلا جائے تو اس سے انشاءاللہ روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال : ایک شخص نے رمضان المبارک کی ایک صبح میں سخت ورزش کی اور وہ بے حد تھک گیا۔ چنانچہ اس نے پانی پی لیا اور اس کے بعد مغرب تک روزے کو مکمل کیا۔ کیا اس کا روزہ درست ہوا یا نہیں؟

— ایک شخص جس کے ذمے رمضان المبارک کے دو روزوں کی قضا ہے اور اس نے ابھی تک وہ روزے نہیں رکھے جب کہ اس پر ایک رمضان گزرا اور پھر دوسرا بھی گزر گیا تو اب اس شخص کے ذمے کیا ہے؟

جواب : یہ ورزش کی مشقیں کوئی فرض عین نہیں ہیں جن کی خاطر اسلام کے ارکان کو چھوڑ دیا جائے تو اس شخص پر واجب تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ وہ شدید تھکاوٹ کا شکار ہو رہا ہے تو وہ رک جاتا اور اپنے جسم کو نہ تھکاتا۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ محض اس تھکاوٹ کی خاطر روزہ کھول لے۔ جب تک کہ وہ ایسی حالت کو نہ پہنچ جائے جس میں اس کو موت کا اندیشہ ہو' اس صورت میں اس کا حال ایک مریض جیسا ہوتا (اور اس کو افطار کی اجازت ہوتی) بہر صورت اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے اور جلد از جلد اس دن کے روزے کی قضا کرنا چاہئے جس کو اس نے پانی پی کر برباد کر لیا تھا۔

— جس نے رمضان المبارک کا کوئی روزہ چھوڑ دیا اس کے لئے فوری طور پر قضا لازم ہے اور بغیر کسی عذر کے تاخیر کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے بغیر عذر کے اس میں تاخیر کی یہاں تک کہ اس پر دوسرا رمضان آ گیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ قضا کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے۔

سوال : کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں رمضان المبارک کے آخری حصے میں ماہواری کو روکنے والی گولیاں کھا لوں تاکہ میں باقی دنوں کے روزے بھی مکمل کر سکوں۔

جواب : اگر نیت نیک عمل کرنے کی ہو تو حیض کو روکنے والی دوا کھا لینا جائز ہے۔ اگر آپ نے یہ ارادہ کیا کہ آپ وقت مقررہ پر روزے رکھ سکیں اور نماز باجماعت ادا کر سکیں۔ جیسا کہ نماز تراویح وغیرہ اور یہ کہ فضیلت کے ایام میں زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن مجید کر سکیں تو اس ارادے سے یہ گولیاں کھا لینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر آپ کا ارادہ صرف یہ ہو کہ میں روزے مکمل کرلوں تاکہ میرے ذمے روزوں کا کوئی قرض باقی نہ رہے تو میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا گو کہ روزوں کا قرض بہرحال ادا ہو جائے گا۔

سوال : رمضان المبارک کے دنوں میں بیوی کے ساتھ لیٹنے کا اتفاق ہوا اور اس سے بغیر مجامعت 'بغیر انزال بوس و کنار ہوتا رہا۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ مطلع فرمائیں۔

جواب : اگر دخول یا انزال کے بغیر بوس و کنار ہوا تو روزہ انشاء اللہ صحیح ہو گا اور اگر دخول ہو گیا اگرچہ بغیر انزال کے ہو تو اس میں ظہار والا کفارہ اور اس دن کے روزے کی قضا ہو گی اور اگر انزال ہوا اور دخول نہیں ہوا تو اس صورت میں صرف روزے کی قضا ہو گی اور روزہ دار کو چاہئے کہ وہ احتیاط سے کام لے اور ان تمام اسباب و ذرائع سے دور رہے جو اس کو گناہ اور حرام میں مبتلا کر دینے والے ہوں۔

سوال : جب ایک شخص نے محض اپنی بیوی کے جسم سے جسم لگایا اور صرف بیرونی طور پر اس سے مباشرت کی تو کیا اس صورت میں غسل کے بغیر صرف وضو کرلینا کافی ہو گا۔

اور اگر یہ جائز نہ ہو تو جب ایک شخص نے اپنی بیوی سے اس طرح کی مباشرت رمضان المبارک میں کی جب کہ وہ شوہر کے رشتہ داروں کے ہاں مہمان تھی تو کیا اس صورت میں عورت پر ان دنوں کے روزوں اور نمازوں کی قضا ضروری ہے یا نہیں ؟

جواب : جب میاں بیوی کے درمیان بوس و کنار اور مباشرت کپڑوں کی رکاوٹ کے بغیر واقع ہوئی ہو اور دخول نہ ہوا ہو تو دونوں میں سے کسی پر بھی غسل واجب نہیں لیکن اگر انزال ہو گیا یا منی منتقل ہوئی اگرچہ خارج نہ ہوئی ہو تو جس شخص نے یہ محسوس کیا کہ منی اس کی پیٹھ سے عضو تناسل کی طرف منتقل ہو رہی ہے تو اس پر غسل واجب ہے لیکن اگر انزال بھی نہ ہوا ہو اور منی کا منتقل ہونا بھی محسوس نہ کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ اس شکل میں اس کے لئے صرف وضو کرنا ضروری ہو گا کیوں کہ اس نے شہوت کی حالت میں بیوی کو چھوا ہے۔ اگر روزے کی حالت میں بغیر دخول کے انزال ہو گیا تو اس کے ذمے اس دن کی قضا کفارہ کے بغیر ہو گی اور دخول ہو گیا تو دونوں پر غسل

واجب ہو گا اگرچہ انزال نہ بھی ہو اور اس فعل کے مرتکب پر اس دن کی قضا ہو گی اور ظہار کے کفارے جیسا کفارہ ہو گا جو سورہ المجادلہ کے شروع میں مذکور ہے۔ (ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے لگاتار روزے یا ساٹھ مسکینوں کا کھانا اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو) جہاں تک عورت کا سوال ہے تو اگر اس کو اس فعل کے لئے خاوند نے مجبور کیا ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

سوال : اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے جس نے رمضان المبارک کے چند روزے رکھنے کے بعد سیر و سیاحت کی غرض سے بیرون ملک کا سفر اختیار کیا اور وہاں قیام کے دوران روزے نہیں رکھے مگر وہ اس بات پر نادم اور ناخوش ہے۔ وطن واپسی کے بعد اس نے باقی تمام روزے پورے کئے۔ تو کیا اس صورت میں اس پر کوئی گناہ ہے اور کیا چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا ضروری ہے؟

جواب : مسافر کے لئے رمضان المبارک کے دوران حالت سفر میں روزہ چھوڑ دینا مطلقاً جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ صرف مشقت ہی کی صورت میں روزہ چھوڑے اور مشقت نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھے۔ لیکن سائل کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ایسے حال میں روزے چھوڑے ہیں جب کہ وہ کسی کافر ملک کے سفر پر گیا ہے۔

جہاں روزہ چھوڑنے کو کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ اس حال میں اس نے غلطی کی اور گناہ کا مرتکب ہوا ہے اگر اس کا سفر محض روزے چھوڑنے کے لئے تھا یا اس دوران اس نے حرام اشیاء مثلاً شراب وغیرہ کا استعمال کیا' تو اس پر لازم ہے کہ وہ سچی توبہ کرے اور چھوڑے ہوئے ایام کی قضا کرے اگرچہ مختلف دنوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

سوال : میں ایک ۱۹ سالہ نوجوان ہوں اور ایک مشکل میں مبتلا ہوں اور وہ یہ کہ میں مشت زنی کی عادت کا شکار ہوں اور روزانہ تقریباً چار مرتبہ یہ فعل کرتا ہوں یہاں تک کہ رمضان المبارک کے دوران بھی میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا' تو کیا اس وجہ سے میرے اوپر کوئی کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

جواب : ہم آپ کو صبر کرنے کی اور صبر کی مشق کرنے کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ یہ فعل شریعت کے حکم کی رو سے حرام ہے۔ مگر یہ زنا سے کم درجے کا گناہ ہے۔ بعض علمائے سلف نے ایسے شخص کے لئے جس سے زنا یا لواطت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اس کی گنجائش رکھی ہے جب کہ اس کی شہوت کسی اور طریقے سے نہ ٹوٹ رہی ہو ورنہ ہم آپ کو روزے رکھنے کی نصیحت کرتے ہیں جن کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نوجوانوں کی رہنمائی فرمائی ہے جو نکاح کی ذمہ داری اٹھانے کی فی الحال طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں

کہ آپ شادی کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ نگاہ کو پست رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں مددگار ہے تو آپ جتنی طاقت رکھتے ہیں وہ ساری شادی کروانے کے لئے صرف کریں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اس عادت بد سے چھٹکارا عطا فرمائیں گے۔ جہاں تک رمضان المبارک کے دوران اس بری عادت کے ارتکاب کا تعلق ہے تو یہ روزہ کو خراب کرنے والی تو ہے مگر اس کے باعث کفارہ لازم نہیں آتا۔ پس تمہیں چاہئے کہ ان ایام کے روزوں کی قضا کرلیں جن کو آپ نے اس بری عادت سے 'پچھلے سال اور اس سال خراب کیا ہے اور پچھلے سال کے روزوں کی قضا کے ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائیں اور اللہ سے سچی توبہ کریں کیونکہ توبہ پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

سوال : رمضان المبارک میں عطر' اور پسینہ کی بو دور کرنے والی اشیاء کے استعمال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب : روزے کی حالت میں کپڑے اور بدن پر خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ جو چیز مکروہ ہے وہ یہ ہے کہ خوشبو دار چیز کو سونگھا جائے مگر اس کو کپڑے وغیرہ پر لگا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح روزے کی حالت میں پاؤڈر وغیرہ کا استعمال اور غسل کرنا جائز ہے جب

کہ پیٹ میں کوئی چیز داخل نہ ہونے پائے۔

سوال : میں نے ایک دن اللہ کی خاطر روزہ رکھا مگر بھول کر صبح کے وقت کچھ کھا پی لیا لیکن یاد آنے پر میں نے روزہ کو مکمل کر لیا۔ کیا میرے ذمے کوئی گناہ ہے اور مجھے کیا کرنا چاہئے۔

جواب : جو شخص روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے تو اس کو اپنا روزہ مکمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کو اللہ ہی نے کھلایا پلایا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطا اور بھول جانے کو معاف فرما دیا اور مواخذہ صرف اسی صورت میں ہو گا جب کہ جان بوجھ کر کھایا پیا جائے۔

سوال : روزے کی حالت میں برش کے ساتھ ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

— کیا جلد کو نرم رکھنے والے لوشنوں کا استعمال روزے کے لئے نقصان دہ ہے جب کہ یہ لوشن ایسی قسم کے ہوں جو جلد تک پانی کا اثر نہ پہنچنے دیں؟

جواب : روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ برش کے ذریعے استعمال میں کوئی حرج نہیں مگر اس پیسٹ کو پیٹ میں داخل ہونے سے روکنا ضروری ہے اور اس عمل کو مسواک کے استعمال پر قیاس کیا جائے گا

کیونکہ وہ دانتوں اور منہ کی ناگوار بو سے صفائی کے لئے مستحب ہے۔

— روزے کی حالت میں ایسے لوشنوں اور تیلوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ وہ صرف جلد کے بیرونی حصے پر ہی اثر انداز ہوتے ہیں اور جسم کے اندر نفوذ نہیں کرتے تاہم اگر وہ کسی قدر مسامات کے اندر داخل بھی ہو جائیں تو بھی روزہ کو توڑنے والے شمار نہ کئے جائیں گے۔

سوال : اگر کسی نوجوان لڑکی نے شوال کے چھ روزے رمضان المبارک کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کے طور پر رکھے تو کیا یہ روزے شوال کے چھ نفلی روزے شمار ہو جائیں گے اور اس کو شوال کے روزوں کا ثواب ملے گا؟

جواب : نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو گویا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے رمضان المبارک کے

فرض روزے رکھنا ضروری ہیں پھر ان کے بعد شوال میں چھ نفلی روزوں کا اضافہ کیا جائے تاکہ یہ عمل ہمیشہ کے روزے کی طرح ہو جائے اور ایک دوسری حدیث میں ہے :

«صِيَامُ رَمَضَانَ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ، وَسِتَّةُ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِشَهْرَيْنِ»

رمضان المبارک کے روزے دس مہینوں کے روزوں کی طرح ہیں اور شوال کے چھ روزے دو ماہ کے روزوں کی طرح ہیں۔

یعنی ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے اسی قاعدے کے مطابق جس شخص نے رمضان المبارک کے کچھ حصہ کے روزے رکھے اور کچھ حصہ کے روزے بیماری' سفر' حیض یا نفاس کے عذر کی بنا پر چھوڑ دیئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ماہ شوال میں یا جب موقع ملے ماہ شوال کے یا دیگر نفلی روزوں سے پہلے ان چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرے۔ چنانچہ جب وہ اپنے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا مکمل کر لے تو اس کے لئے شوال کے چھ روزے رکھنا درست ہو گا تاکہ وہ مذکورہ ثواب حاصل کر سکے۔ چنانچہ قضا کے طور پر رکھے ہوئے روزے نفلی روزوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتے' جیسا کہ ظاہر ہے۔

سوال : کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے نفس پر پورے

سال کے روزے رکھنا لازم کرلے جب کہ وہ اس کی طاقت رکھتا ہو۔ اور کیا اس کے گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو اس سے منع کریں جب کہ ان کو اس سے نقصان بھی نہ پہنچتا ہو اسی طرح نماز کے معاملے میں بھی اگر وہ منع کریں تو کیا حکم ہوگا؟

جواب : جی ہاں انسان جس قدر نفلی روزوں اور نماز کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو اس قدر ادائیگی اس کے لئے جائز ہے جب کہ یہ عمل اس کی جان اور اس کے دیگر امور کے لئے نقصان دہ نہ ہو اور اس کے ذریعے کسی دوسرے شخص کو بھی نقصان نہ پہنچے اور کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کو اس نیک کام سے منع کرے یا اس سے لوگوں کو متنفر کرے یا اس کی مدد چھوڑ دے جب کہ اس کا عمل نہ اس کے اپنے نفس کے لئے اور نہ ہی کسی دوسرے کے لئے مشکل کا باعث ہو۔

سوال : میں نے رمضان المبارک کے بعض ایام کے روزے چھوڑے تھے اور میں بخدا ایک کمزور یادداشت والی خاتون ہوں اس لئے اب مجھے یاد نہیں کہ میں نے یہ روزے چھوٹی عمر میں بلوغ سے پہلے چھوڑے تھے۔ جب کہ گھر والوں نے مجھے روزے رکھنے کا حکم دیا تھا نہ ہی یقین سے کہہ سکتی کہ میں نے یہ روزے ماہواری کے ایام میں چھوڑے تھے یا بغیر کسی سبب کے ترک کئے تھے۔ چنانچہ میں نے اس کمی

کو محسوس کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش میں آٹھ دنوں کے روزے رکھے جو کہ میرے ماہواری کے دنوں کے روزے تھے اور میں نے کفارہ ادا نہیں کیا مگر مجھے یہ بات کھٹکتی رہتی ہے براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں؟

جواب : میری رائے میں آپ کے ذمہ کوئی قضا نہیں ہے۔ اس شک کی بنا پر کہ یہ روزے بلوغت کے بعد چھوڑے گئے تھے یا اس سے پہلے اور جب تک آپ کو ٹھیک طرح سے یاد نہیں آتا تو اسکو بلوغت سے پہلے کا زمانہ ہی شمار کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ عام طور پر چھوٹے بچے روزے کی حالت میں سستی بھی کرتے ہیں اور چھپ کر چیزیں بھی کھاتے رہتے ہیں اور وہ شرعی احکام کے مکلف بھی نہیں ہوتے۔ اس لئے آپ پر کوئی حرج نہیں' چھوڑے ہوئے ایام اگر ماہواری کے تھے تو الحمد للہ ان کی قضا آپ مکمل کر چکی ہیں' اگر آپ عبادت میں احتیاط کے طور پر ان روزوں کی قضا میں تاخیر کے باعث صدقہ دینا پسند کریں تو پھر ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا بھی کھلا دیں۔

سوال: ایک دن رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں میں نے کلی کرتے ہوئے کچھ پانی نگل لیا تھا۔ چنانچہ جب میں نے ایک شیخ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ذمے کوئی گناہ نہیں۔ یہ خیال

رہے کہ میں نے پانی نگلتے ہوئے روزہ افطار کرنے کی نیت نہیں کی تھی تو کیا میرے ذمے کوئی قضا ہے۔

جواب : تمہارے ذمے کوئی قضا نہیں اور تمہیں مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا تھا وہ درست ہے۔ اس کے درج ذیل اسباب ہیں۔

پہلے نمبر پر یہ کہ تمہیں حکم شریعت معلوم نہ تھا۔

دوسرے نمبر پر یہ کہ پانی کی مقدار معمولی اور برائے نام تھی۔

تیسرے نمبر پر یہ کہ اس میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پانی بغیر اختیار کے مجبوری کے عالم میں حلق میں چلا گیا تھا۔